نورِ ربانی

فی

مدح المحبوب السبحانی

مؤلف

مولانا غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

حامد اینڈ کمپنی، اردو بازار، لاہور

بہ تبرک [illegible] مولانا محمد [illegible] قادری [illegible]
کی خدمت میں -
بندہ ناچیز
سید حامد لطیف
13/10/80

نورِ ربانی

فی

مدح المحبوب السبحانی

مؤلف
مولانا غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸ اردو بازار لاہور

نام کتاب ـــــــــــــــ نور ربانی

فی

مدح المحبوب السبحانی

مُصنّف ـــــــــــــــ مولانا غلام قادر صاحب

محرک ـــــــــــــــ محمد عارف قادری ضیائی

مصحح ـــــــــــــــ محمد منشا تابش قصوری

مطبع ـــــــــــــــ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور

قیمت 50 - 10 روپے

ذخیرہ
لاہور پاکستان

عارف باللہ حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ

استاذالاساتذہ، مقتدائے اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالقادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی ابن مولانا غلام حیدر رحمہما اللہ تعالیٰ ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں بھیرہ، ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی (جو ان دنوں مسجد حکیماں، اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں درسِ حدیثِ پاک دیا کرتے تھے) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی سے حاصل کی، مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی صدر الدین، آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیلِ علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ، اونچی مسجد، میں خطیب مقرر ہوئے، ان کی عالمانہ تقریر کی کشش سے دور دور کے لوگ حاضر ہونے لگے۔ بیگم شاہی مسجد کی متولیہ مائی جیواں آپ کے ارشادات سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا، بعد ازاں مسجد کی تولیت بھی آپ ہی کے سپرد کر دی [1]

سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے، آپ کے اوراد و اشغال میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی لکھتے ہیں:۔

"آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا" [2]

۱۸۷۹ء میں اورینٹل کالج، لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلباء کو علم و فضل سے فیضیاب کرتے رہے [3] انہی دنوں انگریزوں کو ایک فتوے

---

[1] محمد دین کلیم، مؤرخ لاہور: تاریخ اولیائے چشت، لاہور، ص ۲۳۲

[2] غلام دستگیر نامی، مولانا: بزرگانِ لاہور، ص ۱۸۱

[3] غلام مہر علی، مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۱۳۸

کی ضرورت پیش آئی، متدین علماء نے صاف انکار کر دیا، کالج سے متعلق علماء سے رجوع کیا گیا تاکہ وہ وظیفہ خوار ہونے کی بنا پر انگریز کے منشا کے مطابق فتوے صادر کر دیں، مولانا غلام قادر بھیروی کے سامنے دستخط کرنے کے لئے فتوے پیش کیا گیا تو انہوں نے استعفاء پیش کر دیا اور فرمایا :

"میں ملازمت سے دستبردار ہو سکتا ہوں لیکن غلط فتوے کی تائید نہیں کر سکتا۔"

چنانچہ آپ نے جامعہ نعمانیہ، لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور تمام تر توجہ قرآن و حدیث کی تعلیم پر صرف کر دی ۱؎

لاہور کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ دیوبندی، وہابی، نیچری اور شیعہ علماء نے سازشوں کے جال بچھانے شروع کئے تو مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ کے ذریعہ سب کے دانت کھٹے کر دئے۔ علمی دبدبے اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی ہوتی تھی۔ آپ نے مسجد میں مفسدین کا داخلہ بند کر رکھا تھا اور مسجد کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروا دیا تھا جس پر یہ عبارت درج تھی :

" باتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری، مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلافِ مذہبِ حنفی کوئی بات نہ کرے۔"

فقیر غلام قادر عفی عنہ، متولی بیگم شاہی

آج کل کے بعض "دانشور" یہ تأثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ باہمی اختلاف محض فروعی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا آپس میں رواداری کا ثبوت دینا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ اہل سنت کو کافر و مشرک کہتے ہوئے نہیں تھکتے، بارگاہِ رسالت کے آداب کو پس پشت ڈال کر گستاخانہ روش اختیار کرتے ہیں، وہ کس رواداری کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

۱؎ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ : تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت، لاہور، ص ۲۲۸

مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ کی مسجد میں کوئی بدمذہب بغرضِ فساد داخل ہو جاتا تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماءِ اہلِ سنت اس تصلب کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا۔ پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتوے دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔[1]

پنجاب کے علماء کی غالب اکثریت آپ کے رشتۂ تلمذ میں منسلک تھی، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

۱۔ امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری۔
۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)
۳۔ مولانا نبی بخش حلوائی (مصنف تفسیر نبوی وغیرہ)
۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق صدر مدرس جامعہ نعمانیہ، لاہور)
۵۔ مولانا غلام حیدر قریشی لونچھوی،
۶۔ قاضی ظفر الدین۔
۷۔ صوفی غلام قادر چشتی سیالوی۔[1]
۸۔ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدظلہ العالی، مقیم مدینہ منورہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ۔

مولوی حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں :

"لم یکن لہ نظیر فے کثرۃ الدرس والافادۃ"[2]

"درس وافادہ کی کثرت میں کوئی ان کا مدِمقابل نہ تھا"

---

[1] اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ : تذکرہ علمائے اہلِ سنت وجماعت، لاہور، ص ۲۲۹

[2] عبدالحی لکھنوی، حکیم مؤرخ : نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۳۴۹

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے درس و تدریس اور رشد و ہدایت کی بے پایاں مصروفیات کے باوجود تصانیف کا گرانقدر ذخیرہ یادگار چھوڑا، تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ اسلام کی گیارہ کتابیں (دینی تعلیم کا بہترین نصاب)

۲۔ الشوارق الصمدیہ، ترجمہ و تلخیص البوارق المحمدیہ (از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی)

۳۔ نمازِ حضوری۔

۴۔ نفحاتِ خواجگان۔

۵۔ شمس المنفیہ بجواب نجم المنفیہ (مسئلۂ وحدۃ الوجود)

۶۔ نور الربانی فی مدح المحبوب السبحانی۔

۷۔ شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ۔

۸۔ نمازِ ضروری۔

۹۔ حقیقتِ انوارِ محمدیہ

۱۰۔ جوہرِ ایمانی۔

۱۱۔ عکازہ در صلوٰۃِ جنازہ۔

۱۲۔ فاتحہ خوانی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ انگریزی خوان طبقے کو "تواریخ حبیبِ الٰہ" اور اسلام کی گیارہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔[1]

استاذ اساتذۃ العصر حضرت مولانا غلام قادر قریشی ہاشمی بھیروی قدس سرہ العزیز ۱۹ ربیع الاول، ۱۰ اپریل (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) کو واصل بحق ہوئے اور بیگم شاہی مسجد میں محوِ استراحتِ ابدی ہوئے۔ نمازِ جنازہ میں خلقِ خدا کا ہجوم اس قدر تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ مولانا کرم الدین، رئیس بھیں، ضلع جہلم فرماتے ہیں:۔

"مولانا غلام قادر صاحب مرحوم کا جنازہ جب شہر لاہور میں اٹھایا گیا تو ہجوم خلائق اس قدر تھا کہ نمازِ جنازہ باہر پریڈ میں پڑھی گئی، کارخانوں کے مزدوروں نے اس روز مزدوری ترک کر کے شمولیتِ جنازہ کی۔"[2]

آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے تاریخ وفات کہی:

(۱) منبعِ فیضِ ربِ جلیل
۱۳ ۰ ۲۷

(۲) در خلدِ بریں قبلہ من
۱۳ ۰ ۲۷

---

[1] غلام دستگیر نامی، پیر: بزرگانِ لاہور، ص ۱۸۲

[2] کرم الدین، دبیر، مولانا: تازیانۂ عبرت (بار دوم) ص ۸-۱۶۷

مولانا فتح محمد فاروقی حقیر نے تاریخِ وفات ۱۳۲۶ھ قرار دیتے ہوئے قطعۂ تاریخ کہا ہے ؎

تھے غلام قادر اک جو مولویِ باصفا — تھے ستونِ دینِ احمد، بے ریا و باعمل
تھے عدو الا مذہبوں کے، اہلِ مذہب کے تھے دوست — گوہرِ بحرِ علوم اور تھے مناظر بے بدل
تھا ربیع الاول اور انیسویں تاریخ تھی — چار شنبہ کا تھا دن جب آ گئی ان کی اجل
دارِ فانی سے گئے ملکِ بقا کو جبکہ وہ — مرگ سے ان کی گیا سب مومنوں کا دل دہل

سالِ رحلت پوچھا ہاتف سے جو میں نے اے حقیر
کان میں میرے کہا "مغفور" اس نے بے خلل [1]

۱۳۲۶ھ

---

[1] محمد امام الدین، مولانا: ریاض النور (شیخ الٰہی بخش، محمد جلال الدین، لاہور ۱۳۳۳ھ) ص ۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و سپاس اُس ذات پاک پروردگار پر نثار ہے، جس نے اپنی کلام معجز نظام واسطے ارشاد کے ہر ایک گم کردہ راہ رشاد کو سنائی، اور بذریعۂ انبیائے عظام و اولیائے کرام تبیین حلال و حرام کر کے و شریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر بنیاد سداد کی جمائی۔ اور نعت سرور کائنات سید السادات خاتم الرسل ہادی السُّبل مقتدائے کُل فی الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ذی سعادت کا شعار ہے، اور جبہ سائی و خاک بوسی عتبات عالیات آل مطہر صاحب لولاک کی باعثِ اعزاز و افتخار ہے، اور فرماں برداری فرمان روایان اقلیم دین متین کی جو خیر خواہ و ہوادار و جان نثار دربار دُربار مصطفوی کے ہیں، عین شرافت ہر تاجدار ہے، امّا بعد پس عرصہ دراز سے اس اقل العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ کلمات طیبات غوث الثقلین نور المشرقین والمغربین مصرف الامور و مقلب الاعیان صاحب السر المکتوم واقف الغیب المختوم محبوب ربانی قطب صمدانی مسلّم الیہ احکام التقریب فی کل قریب و دانی قدوۃ السالکین امام الصدیقین حجۃ العارفین صدر المقربین الواعظ بلسا نین المنور بنورین شمس المعانی بدر المغانی السلطان السید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے بزبان اُردو آویزہ گوش ہوش غلامان خدم و حشم دربار عالی کا کروں، مگر بباعث کم استطاعت و بضاعت مزجات و بخوف سوء ادبی قال بے محل کے جرأت قیام اس مقام میں نہ کر سکتا تھا، لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعلم حضور پر نور حضرت غوثیہ عالیہ کا موج زن تھا، اور ایک رشحہ اُس بحر ناپیدا کنار کا اس عاجز و کمترین کے زشتی کا مزیل ہوا، یعنی ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں دوں گا افترائے محض میرے عزیزوں پر کسی مفسد نے قائم کر دکھایا تھا، وہ بہ برکت توجہ و کرم حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین سنجری اجمیری قدس اللہ سرہٗ کے اس طرح فیصل ہوا کہ کرامت حضرات

کی بیان ہو گئی، اور قبل پیشی اس مقدمہ کے خدمت میں صاحبزادگان عالی تبار سید حسن پیر صاحب جانشین و جگرپارہ جناب پیر سید بہادر شاہ صاحب و پیر سید امیر شاہ صاحب جانشین و جگرپارہ جناب پیر سید حیدر شاہ صاحب، بندہ نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب حضور انور حضرت غوثیہ عالیہ میں التجاء کرو کیونکہ اپنے جگرپارہ کی عرض پر سب سے پہلے التفات فرماتے ہیں، دونوں صاحبزادوں نے تسلی و تشفی دے کر فرمایا تھا کہ دل وجان سے دربار عالی میں عرض کریں گے، اور یقین کامل ہے کہ صاحب دربار محبوب ربانی عرض منظور فرمائیں گے چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا، علاوہ بریں جناب پیر سید امیر شاہ صاحب سے پیشتر التماس کی گئی تھی، کہ اگر آپ ایک رسالہ دربیان شان حضرت غوثیہ عالیہ چھپوائیں تو نہایت خوشی کی بات ہے، آپ نے وعدہ فرمایا تھا، اب جب زیادہ تر جوش طبیعت میں اس کمترین کے آیا کہ یہ کار خیر جلدی سرانجام ہو جائے، تو آپ نے حسب وعدہ کار فرمایا واضح ہو کہ بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی وغوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں، قدیم سے بڑے بڑے فاضل و مشائخ عمدہ کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسائل اُردو میں موجود ہیں، اور اکثر کرامات اخرق عادات بذریعہ اُن کتابوں اور رسائل کے گوش زد عام وخاص کئے ہیں، اور اہل سعادت فراخور حوصلہ استعداد یقین و خوش اعتقادی کے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں، دل میں ہے کہ اولاً مقدمہ اجمالی حال اہل اللہ کا لکھا جائے بعدہ مقصد میں خاص حالات اُس دربار کے جو اولیاء اللہ کو معلوم ہیں، اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں، اور فتوح الغیب و بہجت الاسرار میں حضرت اقدس سے منقول ہیں، تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہ عالی حضرت امامین شہیدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے تا حضرات پیران پیر بطور شجرہ کے لکھا جاوے، تاکہ عوام کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ و دقت نہ ہو۔

تمہید

شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ نے کتاب انسان کامل میں لکھا ہے، کہ امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الاف تحیتہ کے سات مراتب ہیں، ۱ اسلام ۲ ایمان ۳ صلاح ۴ احسان ۵ شہادت ۶ صدیقیت ۷ قربت۔ اور بنا اسلام کے پانچ ہیں۔ ۱ کہنا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ۲ قائم کرنا نماز کا ۳ روزے رکھنے ماہ رمضان مبارک کے ۴ ادا کرنا زکوٰۃ کا ۵ حج کرنا کعبۃ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو رکن ہیں ۱ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے مجمل و مفصل یعنی جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمل بیان فرمایا ہے، اس کے ساتھ تصدیق و ایمان مجمل لانا اور جو کچھ مفصل لائے ہیں، اس کے ساتھ تصدیق مفصل کرنی۔ جملہ احکام شریعت کے مفصل ہیں جب تک سب کے ساتھ تصدیق نہ ہووے گی، ایمان نہ ہووے گا۔ اور صلاح میں مزید بر ایمان یہ ہے، کہ عبادت دائم کرنی بشرط خوف و رجا از جناب باریتعالیٰ اور احسان میں علاوہ برآں استقامت کرنی ہے، سات حالات پر ۱ توبہ ۲ انابت ۳ زہد و ورع ۴ توکل ۵ رضا[1] ۶ تفویض[2] ۷ اخلاص۔ یعنی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آئے، او شہادت میں علاوہ براں ارادت ہے، اور ارادت کے تین شرائط ہیں، ۱ محبت خدا تعالیٰ کی بلا علت ۲ دوام ذکر اللہ تعالیٰ کا بلا فتور و سکون ۳ مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنی نفس کی مخالفت کرنے میں ناجائز یا غیر واجب بات نہ کرے جس میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جاوے یا ثواب اس کا کم ہو جاوے۔

فائدہ۔ شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت دوسرا رخصت عزیمت اصل حکم ہے، اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے، جیسے روزے رکھنے ماہ رمضان کے سفر میں عزیمت ہے اور افطار رخصت ہے، پس اگر سفر میں مسافر روزے رکھے تو ثواب بڑا ہے، اور اگر نہ رکھے

[1] یعنی راضی ہونا خدا تعالےٰ کے حکم پر ۱۲ [2] یعنی اپنے کام سب خدا تعالیٰ کو سپرد کر دینے ۱۲

اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جائے، تب رکھے تو رخصت ہے، مگر ثواب اُس سے کم ہے، اور صدیقیت میں علاوہ بران معرفت ہے، اور معرفت کے تین درجہ ہیں ۱۔ علم الیقین ۲۔ عین الیقین ۳۔ حق الیقین۔ اور ہر ایک درجہ کی سات سات شرائط ہیں، ۱۔ فنا ۲۔ بقاء ۳۔ معرفت ذات بلحاظ تجلی اسماء ۴۔ معرفت ذات بلحاظ تجلی صفات ۵۔ معرفت ذات بلحاظ ذات محض ۶۔ معرفت اسماء و صفات باعتبار ذات ۷۔ معرفت ذات باعتبار اتصاف بالاسماء والصفات اور قربت میں علاوہ بران ولایت کبریٰ ہے، اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں۔

۱۔ خلّت جو مقام ابراہیمی ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا ۲۔ حُبّ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوتی ہے، اور اللہ تعالےٰ نے اون کو حبیب لقب دیا۔ ۳۔ ختام یہ مقام محمدی ہے۔ اس مقام میں لواء الحمد قائم ہوا ہے ۴۔ مقام عبودیت ہے۔ اس درجہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی فرمایا۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تاکہ رحمۃ للعلمین ہوں۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں۔

تتمہ تمہید

محبت خدا تعالیٰ کی تین قسم پر ہے۔ محبت۱ فعلی اور محبت۲ صفاتی اور محبت۳ ذاتی۔ محبت فعلی عوام کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبت صفاتی خواص کی ہے، کہ اللہ تعالےٰ کو صفات جمالی و جلالی کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبت اُن کی خالی از علت ہوتی ہے۔ اور محبت ذاتی تعشق ذاتی کا نام ہے، کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں، تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہے، جیساکہ شکل روح بصورت جسد بباعث تعشق ذاتی کے ہے۔ محبت عوام کی فعلی ہے، اور محبت شہداء کی صفاتی ہے، اور محبت مقربین کی ذاتی۔ اور معرفت یعنی حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

مقام صدیق کا ہے اور مقامات معرفت کے تین ہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انقلابات اتصاف بالاسماء والصفات کے صاحب حقیقۃ الیقین کا ہو جاتا ہے۔ یہ اوّل مقامات مقربین کا ہے۔ اور قربت تمکن ہے ولی کا قریب تمکن اللہ تعالٰے کے در صفات حق پس قربت نام ہے۔ ظہور العبد کا فی تنوعات اسماء والصفات قریب ظہور حق کے۔ کیونکہ صفۃ اللہ تعالٰے کو مستوفی نہیں ہو سکتا۔ مگر جب عبد تصرّف کرتا ہے۔ تو کوئی شے اُس کا عصیان نہیں کرتی ہے۔ اِحْيَآءُ الْمَوْتٰى (مردوں کو زندہ کرنا) اور اِبْرَاءُ الْاَكْمَهِ (مادر زاد اندھے کو بینا کرنا) اور اِبْرَاءُ الْاَبْرَصِ (جذام والوں کو اچھا کرنا) کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ولی اللہ جوار اللہ تعالٰے میں ہے۔ اور جو شخص جوار اللہ تعالٰے میں ہوتا ہے۔ اُس کی مشیت و ارادہ کے مطابق ظہور ہوتا ہے۔ جیسے اہل جنت جنت میں جو چاہیں گے وہ ہو وے گا۔

قطعہ

حق را گر بچشم اگرچہ ندیدہ اند　　از دیدن جمال محمد شناختند
او را بچشم دیدہ و نشناختند از آں　　از صورتش نشادہ مغیش ساختند

مقدمہ

فصل ۱:- قال اللہ تعالیٰ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ - یعنی خدا تعالےٰ اُن کو دوست رکھتا ہے - اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں - اس آیت کریمہ میں اضافت محبت کی اوّلاً بسوئے خدائے تعالیٰ ہے - اور ثانیاً بسوئے عباد جس سے صاف معلوم ہوا کہ محبت وصف اوّلے خدای تعالیٰ پاک کی ہے (مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ)

عشق ہر چند رہ ہمین آمد — میل و جذبہ زجانبین آمد
لیک عشق حق است اصل دران — پرتو آن فتادہ بردگران
تا براہل طلب خدائے مجید — متجلی نشد باسم مرید
بارادت کسے نشد موصوف — بمحبت کسے نشد موصوف
ذات حق با ہمہ صفات بہم — جز حب در وجود نعت قدم
از حقائق ہا سر با ساریست — در عباری جسم و جان جاریست
لیک پردہ زروئی خود نکشاد — ہیچ جا جز بقدر استعداد
آن یکے مستعد دانائی — وآن دگر قابل توانائی
علم و دانش زان یکے زد سر — فعل و قدرت نمود زان دگر
شد یکے مظہر ارادت و خواست — شیوۂ عاشقی اندر برخاست
تاخت بروے جمال عز و قدم — در رہ عاشقی نہاد قدم

حضرت غوث اعظم قدس سرہٖ الافخم مقالہ ۱۶ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں وَيُرَدُّ عَلَيْكَ التَّكْوِيْنُ تَكْوِيْن پیدا کرنا اشیاء کا، تجھ پر رد کیا جاتا ہے فَتَكُوْنُ كُلِّيَّتُكَ قُدْرَةً پس تو سرا قدرت ہی بن جاتا ہے - شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح لکھتے ہیں - کہ جب ولی اللہ مضیق و تنگی بشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ و کرامت عطا ہوتی ہے - کہ اشیاء کو بدون اسباب عادی کے اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں - جیسا کہ سب مومنین بہشت میں

اسی اقتدار پر ہو دیں گے۔ بہشت مقام قدرت کا ہے۔ کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی۔ اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے۔ اور اولیاء اللہ کاملین کہ عادات و رسوم سے گزر کر فانی ہو جاتے ہیں۔ تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلّی اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں۔ اور در اصطلاح صوفیہ کرام اس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں اہلاً فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبدالقادر جو وظائف و اوراد میں بروقت طلب حل مشکلات پڑھتے ہیں یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ۔ یہی ہے کہ عندالحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ ان کو اس اقتدار کی وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے اور شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ باب ۱۳ کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر کسی اسم میں تجلی فرماتا ہے، تو بندہ اس کے نور میں مضمحل و فانی ہو جاتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اس کا جواب دیتا ہے۔ اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقا واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے۔ پس اگر کوئی یا محمد کہے گا تو اللہ تعالیٰ جواب میں لبیک فرمائے گا۔

فصل ۱۔ جب معلوم ہوا کہ محبت صفت اولیٰ خدا تعالیٰ کی ہے۔ تو اب تعریف یا تصور کلّی اس کا محال ہے۔ اور جس نے کوئی تعریف محبت کی کی ہے۔ تو اس نے لوازم و آثار کے ساتھ کی ہے۔ شیخ ابوالعباس بن عریف صنہاجی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ غیرت صفت محبت کی ہے۔ اور غیرت پردہ چاہتی ہے۔ سو اسی سبب پوری پوری تعریف محبت کی ناممکن ہے۔ مسلم الکل ہے۔ کہ بعض امور قابل حد ہیں۔ اور بعض ناقابل حد۔ محبت جس کا وصف ہو وہی اس کو جانتا ہے۔ لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے۔ اور وجود محبت کا انکار نہیں کرتا محبت بندہ کی یہ اثر دکھاتی ہے۔ کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اس سے محجوب ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یعنی محبت کسی شئی کی غیر سے تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ محب کے خزانہ خیال میں سوائے محبوب کے کچھ نہیں سماتا

؎ خَيَالُكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي فَمِي ، وَمَثْوَاكَ فِي قَلْبِي فَأَيْنَ تَغِيبُ

یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے۔ اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیرا مقام میرے دل میں سو تو اب کہاں پوشیدہ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ اثر ہے کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَبَصَرًا وَیَدًا وَرِجْلًا۔ یعنی جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو اس کا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور پیر بن جاتا ہوں۔ پس اثر محبوبیت و محبت کا یہی ہوا کہ نور الٰہی قوت مدرکہ بشر پر غالب ہوگیا۔ اور اسی کی قوت کے آثار جلوہ گر ہوتے۔ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے۔ تو بسبب اجزا مناسب کے ہوتا ہے۔ استغراق کلی اس میں نہیں ہوتا باقی اجزا محب کے اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ حدیث صحیح ہے۔ جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہو جاتا ہے۔ تو حضرت الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس جملہ اسماء الٰہیہ اس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ متحقق بالاسماء ہوتا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں اس انسان کو ابو الوقت کہتے ہیں۔ کہ اس پر جمیع اسماء و صفات کا غلبہ ہو۔ اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا اس پر غلبہ ہو۔

فصل ۱:۔ جملہ صفات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی کہہ یا محمد کہ اگر تم پیار رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو۔ خدا تم سے پیار کرے گا۔ اور کوئی فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بدون صفت باری تعالیٰ کے نہیں ہے۔ قُلْ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ یعنی کہہ یا محمد میں نہیں جانتا وہ جو میرے قوت کے ساتھ کیا جائے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ میں تابع اسی کا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔ اور مقربین بارگاہ محمدی حسب اتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں۔ اور اس قرب و منزلت کو سوائے محبوب محب کے کوئی خیال نہیں کر سکتا۔ اور منشا اس محبت کا خیال کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ باعث اس کا ایک امر خفی ہے۔ جس کا بیان خارج از امکان ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان و حسن وغیرہ کو لکھ کر اخیر میں فرمایا کہ مناسب طبعی ہوتی ہے۔ اور مناسبت

طبعی گاہ ظاہر ہوتی ہے۔ جیسی محبت طفل با طفل وغیر ذالک جنس با جنس اور گاہ مخفی۔ چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت مخفی کی طرف اشارہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح انبوہ تھے۔ سو جس جس نے باہم پہچانا وہ الفت پذیر ہوئے، اور جو انجان رہے، وہ مختلف ہوئے۔ یہ پہچان وہی مناسبت مخفی ہے۔

فصل ۱۱ اعلیٰ مراتب قرب عند اللہ میں مقام عبودیت کا ہے۔ جو بعد از طے مدارج مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے۔ حسن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام میں توحید حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے مقالہ ۴۰ میں فتوح الغیب کے فرمایا ہے وَتَعَوَّلُ بِاللهِ وَتَطْمَئِنُّ وَتَسْكُنُ بِاللهِ فَتَعْمٰى عَمَّا سِوَاهُ وَتُصَمُّ عَنْهُ فَلَا تَرٰى بِغَيْرِهٖ وُجُوْدًا یعنی تو خدا کے ساتھ ہی سمجھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ ہی قرار و آرام پکڑتا ہے۔ سو تو ماسویٰ سے اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ پس اللہ کے سوائے وجود نہیں دیکھتا۔ یہاں تک سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ بعدہ سیر فی اللہ کی۔ اور سیر فی اللہ کی نہایت کوئی نہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی بتا ہم کو سیدھی راہ سب کو خواہ مبتدی ہو یا منتہی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے۔ اور اس مقام والے اعلیٰ متقی ہوتے ہیں، کہ غیر کا خیال اُن کی قوت متخیلہ میں گزرتا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاكُمْ یعنی بڑا معزز تم میں کا خدا تعالیٰ کے پاس بڑا متقی تمہارا ہے یہ قرب مکانت و مرتبت کا ہے۔ نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار قسم پر قرار دیا ہے، ایک قرب نوافل، دوم قرب فرائض۔ سوم قرب جامع القربین۔ چہارم اعلےٰ و اکمل کل مقامات سے۔ قرب نوافل میں حق تعالےٰ سمع و بصر و ید و رجل بندہ کا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا میں ہے۔ اور قرب فرائض میں بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے۔ اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے، جیسا کہ حدیث نبوی میں وارد ہے ۔

اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ یعنی حق حضرت عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور جامع القربین اس آیت کریمہ میں ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى

یعنی تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اس مقام میں بندہ وخدا کا فعل بھی ثابت ہے۔ اور نفی فعل بندہ کی چہارم جو اعلیٰ واکمل مقامات ہے۔ اُس میں گنجائش تعدد کی نہیں ۔ وہ مقام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور یہی مقام توحید کامل وخلافت کبریٰ کا ہے۔

فصل ۲۶۲ ب ج ۲ ۱۔ معرفت مترلیت التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار اوصاف بشریت کا نام ہے کہ بسبب اوصاف باری تعالےٰ کے اثر ونشان فعل بندہ کا نہ رہے۔ اور شریعت طریقہ ظاہر دین کا ہے۔ جس کو انبیائے کرام علیہ السّلام امر الٰہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے۔ جو طریق قربت الی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قائم ہوے گا۔ وہ شرع رب پر قائم ہے۔ اور شریعت عین حقیقت کا ہے۔ مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عام لوگ ہیں اور حقیقت کے قلیل خاص الخاص تو شریعت وحقیقت کو جُدا جُدا خیال کیا۔ اور شریعت احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا۔ اور دراصل دونوں ایک ہیں۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں كُلُّ حَقِيْقَةٍ لَا يَشْهَدُ لَهُ الشَّرْعُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ یعنی جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دے وہ زندقہ (بیدینی) ہے۔

؎ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

یعنی حفظ احکام شرعی فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت وطریقت وحقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب ودرجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن وروح وجان کا نام ہے۔ اور ہر ایک بدن وروح وجان درجات وشعبے ہیں۔

فصل باب ۱۲ ۱۔ فتوحات مکّی میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روح مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے۔ اور امداد کرنے والا جمیع انبیاء ورسل واقطاب کا ہے۔ از ابتدائے خلقت آدم علیہ السلام تا قیامت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نبی کب ہوئے فرمایا كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ یعنی میں نبی اُس وقت تھا جب آدم علیہ السّلام آب وگل میں متفرق تھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام مبارک اُس وقت مداری الکلوم تھا۔ یعنی زخموں کی دوا کرنے والے۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جراحات روحی یعنی ہوا داری و دنیا و شیطان و نفس کے تعبیر و واقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی مکہ معظمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی۔ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ مبارک ادھر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے۔ جو گرمی و خشکی میں نہایت درجہ میں ہے۔ اور کوئی نبی آدم وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے مکہ معظمہ سے ہی بنگاہ ولایت دیکھا ہے۔

بحکم زُوِیتُ لِیَ الاَرضُ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر ہیں۔ عالم میں اکمل مظہر قطب زمان میں ہوتا ہے۔ اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں (مہدی آخر الزمان) اور ختم ولایت عامہ میں (عیسےٰ علیہ السلام) ہیں اور باب ۲ میں ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ وغیرہ محققین اہل کشف نے ذکر کیا ہے۔ کہ اول ارادہ تجلی تنزیہی الٰہی کا ہوا ہے، حقیقت کلیہ کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام ہباء ہے۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے تجلی نور کی ہباء میں فرمائی تو کل حقایق سے اقرب حقیقت محمدیہ تھی، جس کا نام عقل کل ہے پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبداء کل عالم کے ہیں، اور اوّل ظاہر در وجود از آں نور الٰہی واز ہباء اور عین بدن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و عین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا۔ اور اقرب الناس اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں، اور یہ کل صورت عالم کی نمونہ و مثال اُس مطابق ہے۔ جو علم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ پس اُس عالم کی شکل مطابق صورت علمی حق سبحانہ کی ہے۔

اور باب ۲۷۰ میں ہے۔ کہ منزلت قطب امامین کی شناخت ضروری ہے۔ اس مقام میں بعد انبیاء کرام علیہ السلام کے ممکن تر امام حسن و امام حسین ہیں اور ماسوائے ان کے جو امام ہے، وہ اپنے مرتبہ کے اندازہ پر ہے۔ اور ہر قطب کے دو امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام یمین کا نام عبد الرب اور امام الیسر کا نام عبد الملک ہے۔ اور قطب کا نام عبد اللہ ہے۔ اگرچہ والدین یا اور لوگوں نے اُن کے نام اور رکھے ہوں، جب یہ قطب مجلس قربت و تمکین میں قائم کیا

جاتا ہے تو اُس کے واسطے تخت درمیان آسمان و زمین کے نصب کیا جاتا ہے۔ اگر اُس تخت کو خلقت دیکھے تو عقل سب کی پریشان ہو جائے۔ وہ قطب اُس پر جلوس فرماتا ہے۔ اور دو امام وزیر اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ ارواح ملائکہ و جن و بشر روحانی اُس کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بعد ہر روح اُس کی بیعت کرتی ہے۔ تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے۔ اور وزیر اُس کا جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جائے۔ اور ملائکہ اور روحانیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم الٰہی مجھ سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ عبدالرب کو امام لقطے بھی کہتے ہیں۔ اور امام عبدالملک کو امام ادنیٰ (اقرب) سو امام لقطے کو شیاطین دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اُس کی نگاہ اُن پر پڑے تو تلعی کی طرح پگل جاتے ہیں۔ اور یہ امام بہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ قبیح اعمال بندوں کے بری سزائیں دیکھ کر روتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے بہشت اُس کے سامنے کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گونہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شدید مصائب میں امام ادنیٰ یعنی عبدالملک کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، سو اُس کے ہاتھ سے خدا آسان کر دیتا ہے۔ اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلقت پر احسان کرتا ہے۔

مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ اس طرح کہ لوگوں کو اُس کے کرم کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی حکام و والیان ملک کا عزل و نصب اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور شیاطین ناریہ پر اُس کا بڑا تسلط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوف بجمیع اسماو آلیہ کا ہے تخلقاً و تحققاً اور مرات، و آئینہ احق کا ہے۔ اور مظہر صفات مقدسہ کا اور مجلی مظاہر آلہیہ کا اور صاحب وقت اور عین الزمال اور سر قدر ہے۔ اُس کو علم دہر الدہور کا ہے۔ اور غالب اس پر خفاء ہے اور محفوظ ہے اور خزائن غیرت در پردہ ہے صون آلہی کثیر النکاح ہوتا ہے، محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ شروع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت کا حق بھی برحد الٰہی پورا دیتا ہے، حافظ اوقات ہوتا ہے۔ یہ اللہ ہی کا رہتا ہے۔ نہ غیر کا اس کی حالت عبودیت و افتقار کی ہے۔ قبیح کو قبیح جانتا ہے اور حسن کو حسن جمال مقید در زینت و اشخاص کو دوست رکھتا ہے ارواح خوبصورت بن کر اس

کے پاس آتے ہیں ۔غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت و غیب کی پیچھے وجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے ۔ اور اس کے بموجب دلالت کرتا ہے ، اور چلتا ہے اور اترتا ہے ، اس میں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی ۔ اگر یہ قطب اہل ثروت و دنیادار ہو تو مال میں ایسا تصرف کرتا ہے ، جیسا کہ غلام اپنے مولیٰ کریم کے مال میں تصرف کرتا ہے ۔ اور اگر مالدار نہ ہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کرتا بلکہ عند الحاجات برائے طبیعت خود اپنے دوست کی طرف اپنی حاجت پیش کرتا ہے جیسا کہ کوئی شفیع کسی کی سفارش کرتا ہے ، یہ قطب برخلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال کے ہوتا ہے ، کیونکہ اصحاب احوال ہمتیں کرتے ہیں ، اور ہمتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں ۔ وے لوگ اسباب ظاہری کو چھوڑ کر اپنی ہمتوں کو کام میں لاتے ہیں ۔ اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی العلم ہے ۔

فصل باب ۳۲ میں ہے ۔ کہ اس دار دنیا میں بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تین رسول زندہ بالجسد موجود ہیں ، ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر اور ہفت آسمان عالم دنیا میں محسوب ہیں ۔ کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قائم ہے ۔ اور اُن کے فناء سے فنا ہو جائے گی ۔ اور آخرت میں زمین و آسمان متبدل ہو جائیں گے ، جیسا کہ یہ صورت انسانی متبدل ہو کر اور صورتیں بنیں گی کہ بول و براز انسان کو نہ آئے گا ۔ اور دوسرا الیاس علیہ السلام ہے ۔ تیسرا عیسے علیہ السلام ہے ، یہ دونوں مرسل ہیں ۔ قائم ہیں ساتھ دین حنیفی کے جس دین کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے ۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے ۔ ان چاروں کا وجود بحیات جسدی دار دنیا میں باقی ہے ۔ اور یہ سب رسول اوتاد ہیں ، اور دوام اور ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالے کا ہے قطب اُن کا بمنزلہ حجر اسود کے ہے ، اور باقی دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفوظ ہے ۔ اور دوسرے کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے ۔ برائے نام رسول ہیں ۔ در اصل دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں ۔

باوجود ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالۃً و وراثۃً از رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قائم ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ شان امت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ ہر ایک رسول کے قلب پر ایک شخص ہے جو اُس کا نائب ہے۔ اور نائب و منیب دونوں زندہ و باقی ہوتے ہیں۔ اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابۃً و اصالۃً ہوتی ہے اور منجملہ اُن کے اقطاب ہیں جیسا کہ قطب بلد اور قطب جماعت شیخ ہوتا ہے۔ اور مطلقاً قطب زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے وہ مقربین سے ہے۔ اور سید الجماعت فی زمانہ اور امام دو ہوتے ہیں ایک عبدالرب دوسرا عبدالملک دونو وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم الملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک و ملکوت کا۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ ایک نگہبان مشرق کا۔ دوسرا مغرب کا۔ تیسرا شمال کا۔ چوتھا جنوب کا۔ اور سات ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت اقلیم کی حفاظت ہے۔ صاحب اقلیم اول کا برقدم خلیل علیہ السلام ہوتا ہے۔ اور صاحب اقلیم ثانی کا برقدم موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث برقدم ہارون علیہ السلام اور رابع برقدم ادریس علیہ السلام اور خامس برقدم یوسف علیہ السلام اور سادس برقدم عیسےٰ علیہ السلام اور سابع برقدم آدم علیہ السلام۔ یہ سات شخص اسرار سبعہ سیارہ پر واقف اور مطلع ہوتے ہیں۔ کہ اسماء و صفات آلہیہ کے اسرار اُن میں مودع ہیں۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ احسن الصمت تھے۔ یعنی خاموش عمدہ طور پر۔ اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس ذریعہ سے ملتا ہے کہا کہ گرسنگی و بیداری و خاموشی و عزلت کے سبب ملتا ہے۔ اور نقباء بارہ ہیں۔ بارہ برج آسمان کی تعداد پر۔ وے بارہ برج کی خاصیت جدا جدا جانتے ہیں۔ یہ نقباء عالم العلوم شرائع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار اُن کو معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا۔ اور اُن کو ایسا علم ہے۔ کہ اگر کسی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اس نشان سے سعادت و شقاوت اس کی معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیافہ دان لوگ قیافہ آدمی سے اُس کا حال طبعی معلوم کر لیتے ہیں اور دیارِ مصر میں ایسے ایسے لوگ دیکھے جو پتھروں میں نشان

قدم شخص کا معلوم کر کے اُس کا پتہ دیتے ہیں اور منجملہ اُن کے نجباء ثمانیہ ہیں کہ اُن کو علم صفات ثمانیہ کا ہے اور سموات ثمانیہ کا ۔ اور منجملہ حواریین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے ۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع السیف والحجۃ ہوتا ہے دونوں کے ساتھ اقامت دین کی کرتا ہے ۔ منجملہ اُن کے چالیس رجبی[1] ہوتے ہیں ۔ یہ لوگ ماہ رجب کے ہلال کے طلوع سے بے ہوش ہو جاتے ہیں ۔ جب ماہ رجب ختم ہو جاتا ہے ۔ اور شعبان آتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں ۔ ایسی بے ہوشی میں سال بھر کا حال اُن پر کشف ہو جاتا ہے ۔ منجملہ اُن کے ایک ختم ہے ۔ وہ واحد ہے ۔ ہر زمانہ میں بلکہ وہ واحد ہے در عالم اُس کے ساتھ خدا تعالےٰ نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے ۔ اولیاء امت محمدیہ میں اُس سے بڑا کوئی نہیں یہ مہدی علیہ السلام ہے بعدہ ختم دوسرا ہے ۔ اُس کے ساتھ ختم دورہ ولایت عامہ کا ہے ۔ یہ عیسٰی علیہ السّلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے ۔ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے ۔ قیامت میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے دو حشر ہوں گے ایک اُمت محمدیہ میں دوسرا رسولوں میں ۔ اور منجملہ اُن کے تین سو ولی ہے ۔ بر قلب آدم علیہ السّلام ۔ ہر زمانہ میں کم و بیش نہیں ہوتے ۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا اُس کے مقام میں قائم کیا جاتا ہے ۔

فائدہ :۔ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یہ تین سو ولی بر قدم آدم علیہ السّلام ہے ۔ یا بر قلب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذالک یہ معنی ہیں کہ جو علوم اُن اکابر کے قلب پر وارد ہوتے ہیں ۔ وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں اور معارف الٰہیہ ہیں جیسا وہ کبیر متقلب ہوتا تھا ویسا ہی یہ ولی بھی متقلب ہوتا ہے ۔ اور بعض مشائخ بجائے قلب کے قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلان برقدم فلان ہے ۔ تو اس کے معنے بھی وہی ہیں ۔ جو بر قلب کے ہیں ۔ اُن کی دُعا وہی ہے جو دعا حضرت آدم علیہ السلام کی تھی ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ طایفہ اولیاء کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے ۔ جو مدت اصحاب کہف کے سونے کی زمانہ میں تھی اور یہ مدت ثلث یوم الرب کا ہے ۔ یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے ۔ پس اگر عارف ایک یوم رب کے پاس علوم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحس کے ہزار سال میں حاصل نہیں کر

[1] جن کو عوام ابدال کہتے ہیں ۱۲ منہ

سکتے۔ اور یہ طبقہ اولیاء کا وہ اسماء جانتا ہے۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور مراد از انباء اسماء اس آیۃ کریمہ میں انباء از مسمیات ہے۔ نہ وہ کہ عوام خیال کرتے کہ انباء اسماء دالہ بر مسمیات مراد ہے۔ اور منجملہ اُن کے چالیس بر قلب نوح علیہ السلام ہوتے ہیں۔ دُعاء اُن کی دعاء نوح علیہ السّلام ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۵ مقام ان کا مقام غیرت دینیہ کا ہونا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَیُوْرٌ مِّنْ غَیْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ یعنی اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے۔ غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرمایا ہے۔ یہ یاد رہے کہ بر قلب و بر قدم کے یہ معنے ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہ سب ان اکابر کے مجموعہ میں ہیں۔ نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع ان علوم کا ہے بلکہ ان کے سارے علوم ایک کل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السّلام کا ہے اور اِن اربعین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلوں کو مقرر کیا۔ نہ کم و بیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہو جاتے ہیں اور منجملہ اُن کے سات بر قلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعاء ان کی دعا خلیل علیہ السّلام کی ہے رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ مقام اُن کا مقام سلامت کا ہے۔ ہر شک و ریب سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے سینے غل سے صاف کر دیئے ہیں۔ اُن کو سوءِ ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جو شرور نسبت مخلوق کے شرع میں بیان ہوتے ہیں۔ وہ حجابات ہیں۔ اور دراصل جو نسبت رحمت الٰہی کی طرف مخلوق کی ہے۔ جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ رحمت ہے اور رحمت خیر ہے۔ سو ان اکابر کو وہ رحمت الٰہیہ پیش نظر رہتی ہے۔ کسی کو شر نہیں جانتے۔ اور تصرف الٰہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں۔ نہ من حیث الحکمت۔ کہ حکمت اختلاف اور شکے بد کا حکم فرما رہی ہے۔ اور منجملہ اُن کے پانچ بر قلب جبرئیل ہوتے ہیں۔ علوم ان کے حسب

تعداد پروں جبرائیل علیہ السلام کے ہیں. سات سو یا سات ہزار ہیں ۔ اور جبرائیل علیہ السلام اُن کا ممد و معاون رہتا ہے ۔ اور قیامت کے روز جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایستادہ ہوں گے ۔ اور منجملہ اُن کے تین بر قلب میکائیل علیہ السلام ہیں ۔ یہ بڑی خوشی و بسط و شفقت کے ساتھ رہتے ہیں ۔ ان کے علوم بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں ۔ منجملہ ایک بر قلب اسرافیل علیہ السلام ہے ۔ ابا یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ بر قلب اسرافیل علیہ السلام تھے ۔ اور یہ شخص نیز بر قلب عیسٰے علیہ السلام ہوتا ہے پس جو شخص بر قلب عیسٰی علیہ السلام ہوگا ۔ وہ بر قلب عیسٰی علیہ السلام بھی ہو ۔ اور اکثر اولیاء بر قلب انبیاء داؤد و صالح علیہما السلام ہیں ۔ اور رجال الفتح اور رجال التحت و السفل شمار کرکر قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہ نے مشاہج میں فرمایا ۔ منجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے ۔ اور گاہے ۔ عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے ۔ استطالت اُس کی کل شئے پر ہے ، سوائے اللہ تعالٰے کے ان میں سے شجاع مِقدام کثیر الدعوی بحق یَقُولُ وَ یَحکُمُ وَ عَدلُہُ کَانَ صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَیْخُنَا ۔ عبدالقادر جیلانی بغدادی یعنی بہادر پیشقدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوٰی کرنے والا ۔ کہتا سچ اور حکم کرتا انصاف و عدل سے صاحب اس مقام کے تھے ۔ ہمارے شیخ بغداد میں عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ان کا دبدبہ و غلبہ ساتھ حق کے تھا خلق پر ۔ بڑی شان والے تھے ۔ اخبار اُن کی مشہور ہیں ۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی ۔

چونکہ اہل اللہ کی تعداد کامل اور اصناف و طبقات اُن کے بیان کرنے سے ایک کتاب کلاں بنتی ہے ۔ لہذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے ۔ کیونکہ اصل مقصود تالیف اس رسالہ سے تعداد مناقب و مناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے ۔ ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا نبی ہو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کرے گا ۔ جب اُس کے مرتبہ تک رسا کار ہووے گا ، ورنہ تا دیدہ ظناً و تخمیناً یہ کیفیت منکشف نہیں ہو سکتی ۔ لہذا اوصاف و مناقب جناب اقدس کے وہی بیان ہوں جو کچھ خود حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں ۔

(مقصد) ارباب دانش وبینش وفطنت وماہران بصیرت وخبرت پر واضح ہو کہ پائے راستی ودرستی اعتقاد کا جب راہ رشاد وسداد کو طلب کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم انبیاء ومرسلین وآل طیبین واصحاب طاہرین واولیاء کاملین وعلمائے راسخین وشہداء وصالحین کو پا لیتا ہے۔ اور دست شوق ومحبت مردان آلہ ومحبوبان بارگاہ کے قدم ثابت کو پکڑتا ہے۔ تو مالک ممالک ولایت وحمایت لطف جمیل وعطف جلیل کا ہو جاتا ہے۔ اور دل نیاز منزل ارباب لب واصحاب حب کا جب چشم سریرت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ تو نور جمال باکمال مہوشاں روضۂ حظیرۃ القدس سے منور ومکمل ہو جاتی ہے۔ اور گوش ہوش اہل ذوق لذائذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے۔ تو صوت سروش غیبی کو بلا شک ولاریب استماع کرتا ہے۔ اور زبان حال وقال جب باہم اتفاق واتفاق دانش پذیر ہوتی ہے۔ تو اسرار حقائق ودقائق انوار ورادالوراء کے باشارات وکنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جن کو ازل میں بلسان کرم ندا دی ہے۔ تو وہ مستانہ ودیوانہ وار وادی جمال مطلق وجادۂ کمال برحق کو سدھارا اور دل وجان کو مشاہدہ عز کمال ومطالعہ جاہ وجلال عوالم الغیب والتوحید سے مظہر تجلیات قدس وتفرید کا بن کر جسم عنصری وہیکل جبری کو سنوارا۔ اور بعد کدو کاوش وجہد وآویزش کے آرایک انس پر انیس ہوا۔ اور بساط انبساط چار بالش قدس پر صفوف صفائی سرشتاں میں ہم جلیس ہوا۔ حضرت سلطان الشیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے مناقب جلیلہ ومناصب جمیلہ اقطاب واغواث کے ادراک وفہم سے فوق ہیں۔ فہم ووہم مگس طینتان عوام کا اوج پران شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔ قیاس وگمان بوم شوم بادیہ نشینان حیرت وغیرت نغمہائے عندلیب گلستان جنان فردوس بریں کو سن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طیبات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے۔ عربی الفاظ کا مقصد متکلم کلیم اللہ آسا طور تجلیات اسرار میں مستور ہے۔ پس پردہ ہائے واشگاف شمعہائے مسطور۔ مالا عین رأت ولا اذن سمعت اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کا کلام بڑی عظمت وشان کا ہے۔ سامعین کمل

اولیاء ادراک معانی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو۔ اور نہ دوسرے کو مجھ پر۔ میں وراء الوراء ہوں۔ میری کلام کی تصدیق کرو گے تو اس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب کرنی سم ساعت یعنی زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی کلام سن کر متعجب ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا شیخ عبدالقادر آپ مکر الٰہی سے خائف نہیں۔ حضور نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حماد دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حماد بے ہوش ہو گئے۔ جب حضرت نے ہاتھ اُٹھایا تو ہوش میں آ گئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہد نامے خدا تعالےٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ مکر نہ فرمائے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کرسی وعظ پر بآواز بلند فرماتے تھے۔ اَنَا الْمَحْفُوْظُ اَنَا الْمَلْحُوْظُ اَنَا الْمَحْفُوْظُ میں خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں۔ میں حظ[1] پانے والا ہوں۔ اَنَا اَمْرٌ مِّنْ اَمْرِ اللّٰہِ میں ایک بڑا پوشیدہ راز ہوں خدا تعالیٰ کے رازوں سے یَا عَزِیْزُ اَنْتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ یعنی اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے۔ میں یکتا زمین میں ہوں اللہ تعالیٰ رات و دن میں ستر بار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جائے۔ اور فرماتا ہے۔ اے عبدالقادر بات کہہ تیری بات سُنی جائے گی۔ اے عبدالقادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تجھ پر ہے کھانا کھاؤ۔ اور پانی پیو کلام کرو۔ میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے۔ اور مجلس وعظ میں بیٹھے بیٹھے ہوا میں چلے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا ہے۔ اور خبر دیتا ہے۔ جو کچھ اُس میں گزرے گا۔ اور ماہ و ہفتہ و دن ایک ایک آتا ہے۔ اور سلام کرتا ہے جو اپنی اپنی خبریں دیتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے اندر گزرے گا۔ اور قسم عزت اپنے رب کی کہ نیک بخت لوگ و بد بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں۔ اور میں تم سب پر خدا تعالےٰ کی حجت ہوں۔ (حجت اللہ تعالےٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریم کا ہوں۔ اور زمین میں

[1] (یعنی حصہ)

دارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبدالقادر قدس سرہٗ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرمارہے تھے۔ کُلُّ وَلِیٍّ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍّ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے۔ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں۔ کوئی قدم نہیں اٹھایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے۔ مگر قدم نبوت کا کہ اسجگہ سوائے نبی کے دوسرا کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشائخ ہیں۔ اور جنات کے بھی مشائخ ہیں۔ اور ملائکہ کے بھی مشائخ ہیں۔ اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں۔ اور حافظ عبدالعزیز معروف با بن الاخضر کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے کہ میں خلقت کے امر و عقل سے پرے ہوں۔ کل رجال الحق جب تقدیر حق تک پہنچتے ہیں۔ تو رک جاتے ہیں۔ اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر میں خدا کے ساتھ میں نے منازعت کے ساتھ قوت خدا کے واسطے رضامندی خدا کی فَالرَّجُلُ ھُوَ الْمُنَازِعُ لَا الْمُوَافِقُ لَہٗ پس مرد وہ ہے۔ کہ تقدیر حق کا منازع ہو۔ نہ موافق کہ وہ مرد نہیں۔ اور فرماتے تھے خوشی واسطے اُن کے ہے۔ کہ جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اور میں حسرت ہوں اُس پر جس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت قدس سرہٗ معروف کرخی کی قبر پر گزرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ تو مجھ سے ایک درجہ آگے گزرا۔ جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السلام علیک یا شیخ ہم تم سے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ قبر سے جواب آیا۔ وعلیک السّلام یا سید اہل زمانہ۔ یعنی آپ پر سلام اے سردار اہل زمانہ کے۔

اور حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک دفعہ فرمایا۔ عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے پھر بعد مدت فرمایا۔ اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور آبادی۔ اور خشکی اور دریا صاف اور پہاڑ میرے سپرد کیے گئے۔ اُس وقت کے اولیاؤں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا مگر سب نے خدمت میں آکر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے۔

جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلے سے مانگا کرو۔ اور وعظ کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے۔ اور اہل آسمان کے سنو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں کہ تم نہیں جانتے ہو۔ اور میں ان چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے۔

(فائدہ) جب کہ حضرت کے اصحاب اور باریابان دربار عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے۔ اور کل اولیاء اللہ ہی ہوتے تھے۔ پس عوام اور خواص علمائے۔ و اولیاء کے ادراک اور فہم کو رسائی کہاں ہے۔ کہ اُن کے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں۔ اور فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ۔ کچھ مجھ سے سیکھو اے عراق والو۔ احوال میرے پاس ایسے ہیں جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے۔ جس کو چاہوں پہنوں۔ تم تسلیم کرو ورنہ میں ایسے لشکر لاؤں گا۔ کہ تم کو اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں یَا غُلَامُ سَافِرْ اَلْفَ عَامٍ اے لڑکے ہزار برس اس مراد پر سفر کر کہ تو مجھ سے ایک کلمہ سنے۔ اے غلام سب ولایتیں میرے پاس ہیں، سب درجے میرے پاس ہیں، میری مجلس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اور کوئی نبی نہیں ہے، جس کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور نہ کوئی ولی ہے۔ مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور مردے اپنی روحوں کے ساتھ منکر نکیر جب قبر میں تیرے پاس آئیں گے۔ تو اُن سے میرا احوال پوچھنا۔ وہ تجھ کو میری خبر دیں گے۔ (فائدہ)، آپ کی اس کلام فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ نسبت کل اولیاء کے ہے، خواہ زندہ تھے اس وقت یا مردہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منکر نکیر کا سوال سب سے ہوتا ہے، مگر آپ کے مرید برعکس لوگوں کے منکر و نکیر سے سوال کریں گے۔ کہ ہم کو حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کی خبر دو۔ اس جواب و سوال سے کوئی عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ سائل کا جواب مجیب پورا دیوے تو طرفین کی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر جواب نہ بن آئے تو مجیب دَب جاتا ہے۔ اور سائل کے سامنے شرماتا ہے۔ اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اُس کے یہ بھی فرماتے قسم ہے۔ اللہ کی تم پر کہو آپ نے سچ کہا ہے۔ بے شک میں یقین سے بولتا ہوں جس میں کوئی شک

نہیں ۔ مجھ کو بلایا جاتا ہے ۔ تو بولتا ہوں ۔ اور دیا جاتا ہے ۔ تو تقسیم کر دیتا ہوں ۔ اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں ۔ ذمہ اُس کا ہے ۔ جس نے مجھ کو امر کیا ۔ اور دیت عاقلہ[1] پر ہے ۔ میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے ۔ اور تمہاری دنیا اور عاقبت کے جانے کا سبب ہے ۔ میں بڑا شمشیر زن ہوں ۔ میں بڑا قتل کرنے والا ہوں ۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا ۔ جو تم کھاتے ہو ۔ اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو ۔ اور تم میرے سامنے مثل شیشوں کانچ کے ہو ۔ تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں ۔ اور حکمی خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاع یوسف علیہ السلام کی خود بتائی ۔ جو اُس میں ہے ۔ یعنی میرا بدن سوائے زبان کے رو مثار دمثا اپنے بھید بتا دیتا ۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے ۔ تاکہ عالم اُس علم کا راز فاش نہ کرے

(حکایت ا) ذکر ہے کہ ایک دن آپ انجیر کھا رہے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا ۔ اور بے ہوشی میں ہو گئے ۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اس وقت میرے دل کے واسطے ستر دروازے علم لدنی کے کھولے گئے ۔ ہر ایک دروازہ اتنا چوڑا ہے ۔ جتنی چوڑائی درمیان آسمان و زمین کے ہے ۔ پھر معارف میں اہل خصوص کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بے ہوش ہو گئے ۔ اور سب نے خیال کیا کہ کوئی ایسی کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولے گا ۔ اور قبل از ظہر منگل کے روز ۱۶ ماہ شوال ۵۲۱ھ ہجری حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا ۔ آپ نے عرض کیا یا ابی میں عجمی مرد ہوں فصحائے عرب کے سامنے بغداد میں کس طرح بولوں ۔ حضرت نے فرمایا منہہ اپنا کھول تو حضرت شیخ نے منہہ کھولا ۔ پس حضرت نے سات دفعہ منہہ میں لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کر ۔ ساتھ حکمت و موعظت حسنہ کے لوگوں

---

[1] عاقلہ اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے رشتہ دار یا ذمہ دار ہوں ۔ جب کوئی حرکت اُس سے ہو جائے اور تاوان دینا پڑے تو عاقلہ دیتے ہیں ۔ ۱۲

کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے واسطے بیٹھے خلقت بہت جمع ہوئی تھی۔ پھر کلام بند ہوگئی۔ پس حضرت علی کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ نے عرض کیا یا ابتا۔ کلام بند ہو گئی۔ فرمایا اپنا منہ کھول جو منہ کھولا تو چھ بار اپنا لعاب منہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرمائے۔ آپ نے فرمایا واسطے ادب کے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ غائب ہو گئے۔ بعدہ حضرت نے وہ معارف اور حقایق حضرت الٰہیہ اور حضرت آدم علیہ السّلام اور باقی حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین متحیر اور بے ہوش ہو گئے اور وہ کلام پاک آپ کا جن جن مقربین کے خیال میں رہا۔ انہوں نے لکھ لیا۔ اور اپنے اصحاب احباب کے سامنے بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے بہجت الاسرار میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام یا ترجمہ اس کا لکھا جائے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدائے تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے وے خود بہجت الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر اٹھاتے ہیں۔ مگر عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اس کلام پاک کا اس رسالہ میں لکھنا کچھ مفید معلوم نہیں ہوتا۔

(حکایت) عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے۔ کہ میری بیٹی فاطمہ نام حویلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیو اس کو اٹھا لے گیا۔ اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس رات میں کرخ کی خرابی میں فلانے ٹیلے کے پاس بیٹھو اور زمین پر ایک دایرہ خط کا کھینچو۔ اور گرد اپنے کھینچتے ہوئے یہ پڑھو باسم اللہ علی نیتہ عبدالقادر۔ پس جب رات اندھیری ہو جائے گی تو کئی طائفے جنوں کے مختلف صورتوں پر تیرے پاس سے گذریں گے۔ سو ان کی صورت سے خوف مت کھانا۔ سحر کے وقت جنات کا بادشاہ بڑی فوج میں تیرے پاس آئے گا۔ اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سو تو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ اور اپنی بیٹی کا حال اس کے سامنے بیان کرنا سو میں بموجب فرمان حضرت کے وہاں گیا۔ ویسا ہی کیا۔ سو ڈرانی صورتیں میرے پاس گزرتی تھیں۔ اور میرے دایرہ کے اندر کوئی نہیں آتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا۔ اور

اُس کی اردل میں بہت فوجیں جنات کی تھیں۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے آدمی تیری کیا حاجت ہے۔ میں نے کہا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ وہ جھٹ گھوڑے سے اُتر کر زمین چومنے لگا۔ اور دائرہ کے باہر بیٹھا۔ اور اُس کی فوج بھی بیٹھی۔ اور بولا اب اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اپنی فوج سے دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ سب نے لاعلمی بیان کی۔ پھر بعد ایک ساعت کے ایک دیو اُس کے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی اُس کے ساتھ تھی۔ اُس کو چین کے شیاطین سے کہتے تھے۔ پادشاہ نے اُس کو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اس کو اڑا لے گیا ہے۔ بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ پادشاہ حکم شیخ عبدالقادر قدس سرہ کا بجالایا ہے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ ہاں بے شک حضرت اپنے مقام سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں۔ تو دے اُن کی ہیبت سے اپنے اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جب قطب کو قائم کرتا ہے۔ تو اس کو جنات و آدمیوں پر تصرف دیتا ہے۔

(حکایت) ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی بہت آتی ہے۔ اور عزیمت والے اُس کے حال میں تھک رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ سرکش وادی سرندیپ کے سرکشوں سے ہے نام اُس کا خانس ہے۔ جب تیری زوجہ کو مرگی آئے تو اس کے کان میں کہو۔ اے خانس شیخ عبدالقادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئیو گا۔ تو ہلاک ہو دے گا۔ وہ شخص چلا گیا۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت کیا بولا کہ میں نے بموجب فرمودہ حضرت شیخ کے کیا سو اب تک مرگی اُس کو نہیں آئی۔

اور بعض روسائے صناعت عزیمت کے کہتے ہیں۔ کہ بغداد شریف میں بحالت حیات حضرت شیخ قدس سرہٗ چالیس برس رہا۔ اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی۔ اور پرانے پندرہ ماہ کے تپ والے

کے کان میں کسی نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرہٗ کہا۔ اے آم ملدم د نام نجار کا ہے
حضرت شیخ فرماتے ہیں نکل جا۔ اور حلہ کو جادہ دور ہو گیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرہٗ)

اِنْفِرَادُکَ فِی طَرِیْقِ طَلَبِہٖ اِمَارَۃٌ صِحَۃِ المحبۃ۔

یعنی تنہا ہونا تیرا خدا کی طلب کے راہ میں نشان صحت محبت کا ہے۔

اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے تیرا بولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے۔ دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہوا ساتھ غیر اللہ کے اُس نے وصل کی حلاوت نہیں چکھی۔ جو کوئی ایک لحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔

حق و صدق و عدل۔ عدل جوارح پر اور حق عقول پر۔ اور صدق قلوب پر۔ جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل کے طلب کرے گا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بن جائے گا۔ جس سے عجائب دنیا و آخرت کے دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت باب فکرت کا ہے کثرت ذکر علامت ہے۔ حضور قلب کی۔ اور حضور قلب کا مع اللہ تعالےٰ علامت توفیق کی ہے۔ اور حصول توفیق رہبر ہے حضرت قدس سرہ کا مشتبہ کی کھانی سے منبع طاعت کی صفائی مکدر ہو جاتی ہے۔ اقامت وظایف خدمت سے اعراض کرنا سبب ہے۔ اعراض خدا کا اے غلام بلبل کی طرح نہ ہو کہ موسم ربیع میں اپنی آواز کی عاشق ہو کر اپنے غموں کے ساتھ ترجیح کرتی ہے۔ اور اپنی خوش آوازی پر وقت گزارتی ہے۔ اس کی آواز کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور نغمات ہو اتف کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔

حکایت: ۱۔ عبداللطیف خادم حضرت شیخ کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑہائی سو دینار قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک شخص جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ حضرت کے پاس بلا اذن چلا آیا۔ اور بہت تک باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ دفائے دین ہے پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو حکم کیا ہے۔ کہ ہر ایک حقدار کا حق پہنچا دو اللہ فرمایا کہ یہ شخص صراف قدر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صراف قدر کیسا ہے۔ فرمایا کہ فرشتہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اُس کو مدیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ اُن کا دین ادا کرتا ہے اور یہی عبد اللطیف کہتا ہے، کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا میں چند قدم تشریف لے گئے، اور فرمایا اسرائیلی ۔

قِفْ وَاسْمَعْ کَلَامَ مُحَمَّدِیْ (یعنی اے اسرائیلی ٹھیر کر کلام محمدی کا سن)

پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا کہ ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی گزرا تو میں اُس کی طرف گیا اور جو کچھ تم نے سُنا وہ میں نے کہا۔ وہ ٹھیر گیا۔

حکایت :۔ عدی بن مسافر کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کلام فرما رہے تھے کہ مینہہ برسنے لگا۔ مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ میں جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔ مینہہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس برستا تھا اور مجلس پر ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریاد جسلہ طغیانی میں آگیا۔ حتیٰ کہ بغداد شریف غرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حضور میں آکر مستغیث ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا۔ اور دریا کے کنارے کی طرف آئے اور پانی کے کنارہ پر عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک اُسی وقت سے پانی گھٹ گیا۔

حکایت :۔ ابو بکر بن احمد بن محمد کہتا ہے۔ کہ شیخ حماد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی۔ کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا۔ کہ مینہہ آگیا میں نے کہا یہ بات معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے۔ یارب ان کی حرمت کے سبب مینہہ تھام لے۔ مینہہ تھم گیا۔ حتیٰ کہ میں اپنے گھر پہنچا جب گھر پہنچ گیا۔ تو بارش شروع ہوئی (کلمات)۔

یَا غُلَامُ عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَالصَّفَا اے لڑکے صدق اور صفا کو لازم کر پکڑ

اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوتا۔ اے غلام اگر تیرے دل کے پتھر کو عصائے موسیٰ اخلاق کا مار اجائے تو اس سے چشمے حکمت کے جاری ہوں گے، اخلاص کے پردوں کے ساتھ ظلمت نفس کہاں سے اُترتا ہے۔ نور قدس کے میدان میں جاتا ہے۔ روح مقصد صدق کے زیر سایہ بعد طیران کے اُترتا ہے۔ اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم

مجلس بادشاہ کے ہیں ۔ اور ذوق حلاوت شہد ولا کا تلخی صبر بلا کو دور کرتا ہے ۔ اے غلام عیون عقول محول نے دنیا کی طرف نہیں التفات کیا اور جھوٹی بجلی دنیا نے ان کو فریب نہیں دیا ۔ بلکہ وے قول محبوب کا جو قول دنیا سے ہے سمجھ گئے ۔

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ حیاتی دنیا کی کھیل ہے یا غلام

لذتوں کے حجاب سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے ۔ اور منافذ شہوات سے سینوں کی طرف گزرتا ہے ۔ حُب دُنیا کے قریب سے نفوس میں بغض آخرت کا بوتا ہے سو خوشی ہے ۔ اس کو کہ غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اس کے حال کا چشمہ صاف ہوا ۔ اور قرب مولیٰ کا طالب ہوا اور ضروریات اپنے کی طرف نکل بھاگا اور قبل از محاسبہ اسرع الحاسبین کے اپنے نفس سے محاسبہ کر چکا ۔

حکایت :۔ شیخ بقا بن بطو رح نے کہا ۔ پیر مرد معہ ایک جوان کے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے واسطے دعا کرو ۔ یہ میرا بیٹا ہے ۔ اور حالانکہ بیٹا اُس کا نہیں تھا بلکہ سر یرت غیر صالح پر تھا ۔ سو حضرت شیخ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے ۔ اتنا فرما کر حویلی میں داخل ہوئے ۔ پس اسی وقت سے اطراف بغداد میں آگ لگی ۔ جب ایک مکان میں بجھاتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی ۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا بغداد پر مثل بادل کے اتر رہی ہے ۔ بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرہٗ کے ۔ سو میں دوڑ کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضب ناک بیٹھے ہیں ۔ میں بھی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا ۔

یَا سَیِّدِیْ اِرْحَمِ الْخَلْقَ یعنی اے میرے سردار لوگوں پر رحمت فرماؤ

لوگ ہلاک ہو گئے ۔ آخر حضرت کا غضب فرو ہوا ۔ سو میں نے دیکھا کہ بلا ہٹ گئی ۔ اور آگ ساری بجھ گئی ۔

حکایت :۔ عمر بزاز کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا ۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا ۔ میں نے دل میں کہا تعجب ہے ۔ کہ ہم ہر جمعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور ازدحام لوگوں کے سبب سے شیخ تک رسائی نہیں ہوتی تھی ۔ یہ خطرہ ہنوز

تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے میری طرف تبسم فرما کر نگاہ کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑے حتیٰ کہ میرے اور حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے۔ میں نے اپنے جی میں کہا وہی حال اس سے اچھا تھا۔ حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التفات فرمایا۔ اور کہا یا عمر تم نے وہ ارادہ کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ قلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اُن کو اپنے سے پھیر دوں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں (کلمات) اوّل مومن کے دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے۔ پھر چاند علم کا۔ پھر آفتاب معرفت کا۔ سو نجم حکمت کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے۔ شمس معرفت کی روشنی سے مولیٰ کو دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ نجم ہے قلب سلیم سر صافی شمس۔

مقام نفس کا باب اللہ میں ہے۔ مقام قلب کا دربار میں۔ مقام سر کا مخدع میں۔ سر قائم ہے۔ حضور میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کے وہ قلب کو تلقین کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ زبان پر املا کرتا ہے۔ اور زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شبہ کا ہے۔ اور بروقت صفائی سر کے عجائبات نظر آتے ہیں۔ جب تک تو ساتھ نفس کے ہے۔ اگر کوئی چیز لیتا ہے۔ تو حرام کھاتا ہے۔ اور جب تک قلب منقلب کے ساتھ ہے۔ تو مشتبہ کھاتا ہے۔ اور جب سر صاف ہوا تو حلال مطلق کھاتا ہے رضا بالقضا سبب ہے تقرب قلب کا دار الفضل میں۔

يَا هٰذَا صُدُوْرُ الصِّدِّيْقِيْنَ — صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے علم میں اور
فِيْهِ اَسْرَارُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ — شموس معارف کے ان انوار کے ساتھ فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے۔

حکایت: شیخ ابو العباس احمد بن علی صرصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ سے سنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے قیامت کے روز اُس سے عذاب تخفیف کیا جائے گا۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا اور علی صرصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں اپنے باپ کو دیکھا۔ اُس نے ذکر کیا ہے۔ کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت شیخ کی خدمت

میں جا کر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گزرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہو گئے۔ پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے۔ اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے۔ کہ بہ برکت حضرت شیخ کے عذاب مجھ سے دور ہوا۔ اور یہ لباس جو تو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں۔

پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہا کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گزرے گا۔ میں عذاب اس سے تخفیف کروں گا۔ اور علی حریری کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اس وقت حضرت کے سامنے ذکر تھا کہ مقبرہ باب ازج میں ایک مست کئی دن سے دفن کیا گیا ہے۔ اور اس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھایا ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا تقصیروار لائق خسارت کے ہوتا ہے۔ اور ایک ساعت سر بزرگ نیچے ڈالا ہیبت اور وقار سے آپ بڑے ذی رعب معلوم ہوئے۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اس نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اور ظن آپ کے ساتھ نیک کیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے اس پر رحم فرمایا۔ سو اس کے بعد کبھی آواز قبر سے نہ سنی گئی۔

حکایت:۔ شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور ان کی امتیں موقف کی طرف آ رہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ امت ان کی بہت ہے جیسے رات کی گھٹا۔ اور ان میں مشائخ ہیں۔ اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنے دوست ہیں۔ شمار اور انوار میں متفاوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمراہ ان کے بہت خلقت ہے سب سے زیادہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبدالقادر ہیں اور اصحاب ان کے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ سے بڑھ کر حسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کے

تابعین میں آپ کے تابعین سے زیادہ حسن والا ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا۔

اِذَا كَانَ مِنَّا سَيِّدٌ فِي عَشِيْرَةٍ — عَلَاهَا وَإِنْ ضَاقَ الْخِنَاقُ حَمَاهَا

وَمَا اخْتُبِرَتْ إِلَّا وَأَصْبَحَ شَيْخُهَا — وَمَا افْتَخَرَتْ إِلَّا وَكَانَ فَتَاهَا

وَمَا ضُرِبَتْ بِالْأَبْرَقَيْنِ خِيَامُنَا — فَأَصْبَحَ مَأْوَى الطَّارِقِيْنَ سِوَاهَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا۔ اگر حلق میں رسی تنگ ہو جائے تو اس سے چھوڑ دے گا۔ اور نہیں امتحان لیا اُس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اُس کا قطب ہوا اور نہیں فخر کیا اُس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا۔ اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں (ابرقین مدینہ شریف کے پاس نبی جعفر کا چشمہ ہے) لگائے گئے کہ رات کے آنے والے مسافروں کا ٹھکانا اُن کے سوا ہو وے۔

اور حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے تھے بھائی حسین حلاج لغزش کھا گیا۔ اس کے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اُس کا ہاتھ پکڑتا۔ اگر میں اُس زمانہ میں ہوتا تو اس کا ہاتھ پکڑتا۔ اور میرے دوستوں اور مریدوں اور محبوں میں سے جس کا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اس کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔

حکایت:۔ بشر قرظی نے کہا کہ نیشاپور کے راستہ میں چودہ شتر شکر کے لدے ہوئے تھے۔ ایک جنگل ویرانے میں اترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے نہیں رہتا تھا۔

اول شب میں کوچ کیا۔ سو چار شتر بار دار گم گئے۔ اور قافلہ چلا گیا۔ اور میں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اور ساری رات ڈھونڈتے رہے۔ پتا نہ لگا۔ جب صبح پھوٹی مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو پکار تو وہ سختی تجھ سے دور ہو جائے گی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چلے گئے۔ یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چرائے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف التفات کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شخص ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس میں آستین سے مجھ کو اشارہ کرتا ہے۔ کہ تعال تعال یعنی ادھر آ ادھر آ۔ پس جب میں ٹیلے پر چڑھا۔ تو کوئی آدمی

نہ آیا پھر دیکھا تو چاروں شتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں۔ ان کو پکڑ لیا اور قافلہ کو جا لیے۔ یہ قصہ عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور ابو المعالی نے کہا کہ یہ حکایت ابو الحسن علی خبازہ کے سامنے میں نے بیان کی سو اس نے کہا میں نے ابو القاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے جو شخص کسی کربت میں میرے ساتھ استغاثہ کرے تو وہ کربت اس سے دور ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لے کر پکارے وہ شدت اس سے کھل جاتی ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بنا دے تو وہ حاجت اس کی روا کی جاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے پھر درود شریف وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لا دے۔ اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالےٰ کے اذن سے وہ حاجت اس کی روا کی جاوے گی۔

(فصل) اسمائے مبارکہ اساتذہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابو الخطاب محفوظ بن احمد کلوذانی۔ ابو الحسن محمد بن القاضی ابن یعلی۔

ابو سعید مبارک بن علی مخزومی۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کے اور فروع اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث شریف کے مشائخ کثیر ہیں۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔

ابو سعد محمد بن عبدالکریم بن خنبش۔ ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون نرسی اور ابو بکر احمد بن مظفر بن سوس تمار اور ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔ اور ابو القاسم علی بن احمد بن بیان کرخی اور ابو عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملہ صبہانی۔

ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر۔ اور ابو طاہر عبدالرحمان بن احمد بن عبدالقادر۔ اور ابو البرکات صبغۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی۔ و ابو العز محمد بن مختار ہاشمی۔ اور ابو النصر محمد و ابو الغالب احمد و ابو عبداللہ یحییٰ۔ ابناء امام ابی علی حسن بن بناہ و ابو الحسین مبارک بن عبدالجبار سیرفی معروف بابن طیوری۔ و ابو منصور عبدالرحمان بن ابی غالب قرانہ۔ و ابو البرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم۔ یہ سب ا

حضرت شیخ صاحب کے استاد حدیث کے تھے۔ اُستاد علم و ادب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی مشائخ صحبت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس ان سے علم طریقت کا اور علم ادب لیا۔ اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخزومی سے لیا۔ آپ کی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذوالبیانین واللسانین یعنی عربی فارسی میں وعظ فرمانے والے اور کریم الجدین والطرفین یعنی حسنی حسینی اور صاحب البراہین والسلطانین یعنی شریعت و طریقت والے اور امام الفریقین اور ذی السراجین والمنہاجین۔ اور تلامذہ آپ کے مشائخ جم غفیر ہیں جنکی تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی مفصل اُن کے بہجت الاسرار میں ہیں۔

حکایت:۔ اکثر مشائخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپ کا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر دیکھتا ہوں۔ حضرت نے اس کو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں سچ ہے۔ حضرت نے اس کو جھڑکی فرمائی۔ اور اس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کہے گا پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ شخص سچا تھا یا جھوٹا فرمایا کہ وہ سچا ہے اشتباہ میں پڑا ہوا ہے اس کے دل کی آنکھ نے نور جمال دیکھا اور چشم سر کی طرف ایک سوراخ کھل گیا تو اس کی چشم نے بچشم دل نور شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشم سر اُس نور کو دیکھ رہی ہے۔ جس کو چشم دل دیکھتی ہے۔ اور اس کی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا ہے فقط اور یہ نہیں جانتا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ یعنی اللہ تعالیٰ نے دو دریا چھوڑ دیے۔ اس حال میں کہ ملتے ہیں۔ درمیان ان کے پردہ ہے اس سے نہیں گذرتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر انوار جلال و جمال کے قلوب عباد کی طرف بھیجتا ہے۔ سو یہ قلوب اُن انوار سے وہ لذت پاتے ہیں جیسے مصورہ صورتوں سے اور اس میں کچھ ضرر نہیں اور اس سے پرے پردہ لئے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ناممکن ہے۔ اور ہر راستہ کسی کو نہیں ہے۔ یہ بات مشائخ علماء حاضرین سن کر آپ کے حسن فصاحت سے مدہوش ہو گئے اور کوئی جامہ چاک کر کے جنگل کی طرف عریاں چلا گیا۔

حکایت۔ ابونصر موسیٰ بن حضرت شیخ فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف گیا کئی دن ہوئے کہ پانی نہ ملا پیاس سخت لگی۔ ایک ٹکڑا بادل کا آیا مجھ پر سایہ کیا اور اس سے کچھ طراوت کے مشابہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان کے روشن ہو گئے۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اس سے آواز آئی یَا عَبْدَ الْقَادِر اَنَا رَبُّكَ فَقَدْ حَلَّلْتُ لَكَ الْمُحَرَّمَات یعنی اے عبد القادر میں تیرا رب ہوں اور تیری خاطر محرمات کو حلال کر دیا۔ میں بولا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ دور ہو اے لعین۔ پس یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیرا ہو گیا۔ اور وہ صورت دخان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبد القادر تم نے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم رب اور بہ سبب فقاہت تیرے کے اپنے مقامات میں اور میں نے اس صورت کے ساتھ ستر اہل طریق کو گمراہ کیا ہے۔ پس میں نے کہا فضل اور منت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے کیسا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کر دیے۔

(فائدہ) حضرت سے سوال کیا گیا کہ موارد الٰہیہ و تواردِ شیطانیہ میں کیا فرق ہے فرمایا مورد الٰہی طلب سے نہیں آتا اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا اور نہ وقت خاص میں آتا ہے اور توارد شیطانی برخلاف اس کے ہوتا ہے۔ سوال محبت کیا ہے۔ فرمایا تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اس کو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا حلقہ خاتم یا مجمع ماتم۔ اور حب مستی ہے جس کے ساتھ افاقہ نہیں اور ذکر ہے کہ مٹتا نہیں۔ اور قلق ہے جس کو سکون نہیں۔ اور سراً و علانیۃً خالص محبوب کا ہو جانا اور اضطرار و اختیار ترک کر دینا بارادت طبیعت نہ تکلف۔ اور محبت نام ہے عمی کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور عمی از محبوب از ہیبت محبوب محب لوگ مست ہیں جن کو سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مریض ہیں کہ سوائے ملاحظہ مطلوب کے شفا نہیں پاتے۔ اور متحیر ہیں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ انس نہیں

بکڑتے اور بغیر ذکر مولے کے نہیں بولتے۔ اس کے بلانے والے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔

سوال از توحید۔ فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از صابر بسوئے اخفاء سر سر پرت وقت ورود حضور کے۔ اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے اور ارتفاع اس کا اعلیٰ درجات وصال پر ہو کر بہ منازل اسرار تعظیم جانا بسوئی تقرب بر قدم تجرید دلسوئے تدانی بسی تفرید۔ مع فنا الکونین۔ و تعطل الملکین و خلع النعلین اور حاصل کرنا نورین کا اور فناء عالمین کا لمعان انوار بہ ورق کشف سے بغیر عزمیت سابقہ کے۔

سوال از تفرید۔ فرمایا وہ اشارات ہے از مفرد بسوئے فرد جب کہ کونین سے تنہا ہو جاوے۔ اور ملکین سے جدا۔ اور وصف وجود ذات سے عریان ہو کر منتظر واردات الٰہیہ کا ہووے کہ اس کے سر پر کیا نازل ہوتا ہے۔

سوال از تجرید فرمایا مجرد کرنا سر کا از مدبر بہ ثبات سکون از طلب محبوب اور عریان ہو جانا لباس طمانیت سے بہ مفارقت محبوب اور رجوع از خلق بسوئے حق بہمہ وجوہ۔

سوال از معرفت۔ فرمایا اطلاع بر معانی مخفیات مکنونات در بر شواہد حق در جمیع موجودات۔ اس طور پہ کہ ہر شے سے معانی وحدانیت کے لامع ہوں اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت کا معلوم ہو۔ بایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔

سوال از حقیقت انا الحق کہ حسین بن منصور حلاج نے کہا ہے اور نیز از مطلب سبحانی ما اعظم شانی کہ ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔

سوال از ہمت۔ فرمایا کہ نفس انسان کا از حب دنیا و درح اس کا از تعلق عقبیٰ و دل اس کا از ارادت خالی ہو جاوے۔ اور بجائے اس کے ارادت مولیٰ

آجاوے اور سر اس کا از تعلق کون جدا ہو جاوے۔ اگر چہ ایک لمحہ ہی ہو۔
سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں ضد اس کا منافی نہیں۔ اور نہ کوئی اس کا منافی ہے۔ کل اضداد وہاں باقی ہیں۔ اور سر اس کے مقابل جملہ منافی باطل ہیں۔
سوال از اعلے درجات ذکر۔ فرمایا دل میں اشارات حق کا اثر معلوم کہ نا بشرط لقائے عنایت سابقہ اس میں نسیان وغفلت کچھ نقصان نہیں کرتی اس وقت خاموشی ودم لینا اور چلنا سب اذکار ہیں یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور احسن الذکر وہ ہے کہ جس کو دار دات ملکِ جبار کے جوش میں لادیں۔ اور محل اسرار میں پوشیدہ ہو جاوے۔
سوال از شوق فرمایا احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہو لقاے سے فتور نہیں پاتا۔ اور رویت پر سکون نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس قدر لقا زیادہ ہو یہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے مجرد ہو جاوے۔ اور موافقت روح ومتابعت ہمت وخط نفس علتیں ہیں شوق ان اسباب سے مجرد ہوتا ہے۔
سوال از توکل۔ فرمایا اشتغال بحق تعالیٰ اور غیر کو بھول کر از ماسوائے غنی ہو جانا غنی کی حشمت کا دور ہونا اور چشم معرفت غیر مقدورات کو ملاحظہ کرے۔ وفرد ج از خول وقوت خود بسکون برب الارباب۔
سوال از انابت۔ جواب انابت طلب مجاوزت از مقامات اور حذر کرنا از وقوف بر درجات وترقی کرنی براعلی مکنونات اعتماد ہمت برصد مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق۔ ایضاً رجوع از حق بسوے حق حذراً (ہوشیاری سے) اور از غیر حق بسوئے حق رغباً واز جملہ تعلقات رہبا۔
سوال از فرق مابین انا حسین کے اور انا ابلیس کے کہ قایل اول اسی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور قائل ثانی مردود ہوا۔ اس کا باعث کیا ہے۔ جواب علاج نے انا سے اپنے فناء کا قصد کیا کہ وہ باقی رہے۔ اس کو مجلس وصال میں پہنچایا گیا

اور خلعت بقا اس کو عطا ہوا۔ اور ابلیس نے قصد اپنے بقا کا کیا۔ اس کی ولدیت سلب ہو گئی۔ اور درجہ پست ہوا اور لعنت بلند۔

سوال از توبہ۔ جواب توبہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسوئے عنایت سابقہ قدیمہ اپنا کے جو نسبت بندہ کی تھی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل بندہ کا ہر ہمت فاسدہ سے منحرف ہو کر منجذب بسوئے حق ہو جاتا ہے۔ روح وعقل تابع وموافق اس کے ہو جاتے ہیں۔ اور توبہ صحیح ہو جاتی ہے۔

سوال از اخلاص۔ جواب حقیقت اخلاص کی ارتفاع ہمت از طلب عوض۔

سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے طرف ہاتھ کے نکال سو تجھ کو ایذا نہ دے گی۔

سوال از تصوف۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ اپنے مطلوب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیں۔ دنیا اس کی خدمت کرے اور اس کو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب حاصل ہو۔ یہی اس پر رب کا سلام ہے۔

سوال از فرق مابین تعزز وتکبر۔ جواب تعزز وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا میں ہو۔ اس کا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتفاع ہمت بسوئے اللہ تعالیٰ۔ اور تکبر وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور ہوائے نفسانی کے راہ میں ہو فائدہ اس کا ہیجان طبع تا کبر طبعی کبر مکتسب سے اسہل ہے۔

سوال از شکر۔ جواب شکر اس نعمت منعم کا نام ہے کہ بروجہ خضوع ومشاہدہ منت وحفظ حرمت براہ معرفت وعجز بر شکر ہو۔ اور شکر زبان کا اقرار و نعمت با وصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گذاری با وقار ہے شکر قلبی قیام وآرام ہے کہ بر بساط شہود با مداومت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ موجودہ پر شکر گذار ہو اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گذار ہو۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اس کے نزدیک برابر ہوں۔

سوال از وجہ تقدم ذکر عباد بر ذکر حق تعالیٰ در قول عز وجل فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

وازباعث تقدم محبت حق تعالی بر محبت عباد، در قول عزّ وجل یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ جواب ذکرِ مقام طلب وکسب کا ہے۔ اور طلب مقدم عطا کا ہے۔ لہٰذا ذکر عباد مقدم فرمایا۔ اور محبت تحفہ الٰہیہ ہے محض قدرت سے۔ بندہ کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور اس کا وجود بندہ میں صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ جانب غیب سے بردست مشیت ظاہر نہ ہوسکے عبد ساقط الکسب ہے مفقود السبب لہٰذا محبت حق تعالیٰ کے ہماری محبت پر مقدم ہوئی۔

سوال از صبر۔ جواب وقوف مع البلاء واثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام باری تعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا بہ احکام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر اللہ امتثال امر وانتہا بنہی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون باوقار زیر حکم قضا واظہار محتاجی وفقر ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان بسوئے وعدہ خدا کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن پر سہل ہے۔ اور خلقت کو چھوڑ کر خدا کی طرف جانا شدید ہے۔ اور نفس سے اللہ کی طرف جانا اشد ہے۔ اور صبر مع اللہ تعالیٰ اشد ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے۔ فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے فقیر صابر وشاکر سب سے افضل ہے۔ بلاء جس کو پہچانتی ہے اسی کو طلب کرتی ہے۔

سوال از حسن خلق۔ جواب جفائے خلق بعد مطالعہ حق بندہ میں اثر نہ کرے۔ اپنے نفس کو اور اس کی خصلت کو اچھی طرح حقیر جاننا۔ اور خلقت کو بلحاظ ایمان وحکمت جہان میں ودیعت ہی بڑا جاننا۔ افضل مناقب عبد ہے اور اس کے ساتھ مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال از صدق۔ جواب صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے۔ اور صدق در اعمال کی اس طرح یہ کہ حق تعالیٰ دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے۔ اور صدق در احوال یہ کہ خاطر حق کو قائم کرکے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب دمانہ عت نفیہ اس کی صفائی کو مکدر نہ کرے۔

سوال از فنا۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ سر دلی کو باد نے تجلی دیکھے کہ خیال کل عالم کا اُس سے دور ہو جائے۔

سوال از بقاء۔ جواب بقاء بلا لقاء نہیں ہوتا۔ اور لقا مثل لمحہ بصر کے یا اقرب اُس سے ہوتا ہے اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اُس وصف میں اس کے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہوے۔

سوال از وفا۔ جواب رعایت حقوق اللہ تعالیٰ کی حرمات میں کہ سر ونظر کے ساتھ اون کو مطالعہ نہ کرے و محافظت حدود اللہ قولاً فعلاً و مسارعت بسوئے رضاء اللہ بکلا سر اُدھر آ۔

سوال از رضاء۔ جواب ازالہ التردد اتفاق مع سابقہ ازلی و نزول قضاء کی طرف دل نہ پھیرنا یعنی دل موافق قضاء کے رہے۔

سوال از ارادات۔ جواب تکرار فکر در دل بادہ حرص اس چیز کے جس کا ذکر آیا ہو۔

سوال از عنایت۔ جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لیے ظاہر نہیں کی گئی۔ و ہاں تک رسائی بوسیلہ نہیں ہوتی۔ اور کسی طرح اوس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ وہ سر ہے اللہ تعالیٰ کا اُسی کے ساتھ ہے کوئی اُس پر مطلع نہیں ہوتا۔ عنایت سابقہ کے واسطے جسے چاہا لائق کر دیا۔ اور عنایت پر اہلیت و معرفت رکھی ہے۔ پھر رویت اختیار خلقت کو دیا عطاء پر رویت اختیار رکھی۔ پھر رویت عطا پر توفیق رکھی۔ پھر رویت کو توفیق پر قبول رکھا۔ پھر رویت قبول پر ثواب رکھا۔ اور علامت اوس کی کہ جس پر عنایت ازلی ہے اور سلب و حبس و قید ہے۔ یعنی ہر حرکت و کام سے روک کر۔ اختیار لے لینا پھر دربار قدسی میں محبوس کر کے بزنجیر حرمت مقید کر دینا۔ سو وہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے۔

سوال از وجد۔ جواب مشغول ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر کے۔ اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ خوشی کے۔ اور باقی رہنا سر کا فارغ از ماسوی۔ ہونا محب کا ساتھ حق کے خالی از رقیب۔

جواب دیگر۔ وجد شراب ہے کہ مولیٰ اپنے ولی کو منبر کرامت پر پلاتا ہے تو اس کا

دل بہ پرِ ہے انس طیران کر کے ریاض قدس میں پہنچتا ہے۔ پھر ہیبت کے دریاؤں میں گر کر بیہوش ہو جاتا ہے۔

(فائدہ) خوف چند اقسام ہے۔ خوف برائے گنہگاراں۔ رہبت عباد کو۔ خشیت علماء کو وجد محبوں کو ہیبت عارفوں کو۔ گنہگاروں کو خوف عذاب سے ہے۔ اور عباد کو فوات ثواب عبادات سے۔

اور علماء کو شرک خفی سے در طاعات اور محبوں کو فوات لقاء سے اور عارفوں کو ہیبت و تعظیم سے۔ یہ سخت خوف ہے کبھی دور نہیں ہوتا۔ یہ سب اقسام خوف کے سکون پذیر ہوتے ہیں۔ جب رحمت و لطف کے ساتھ بندہ کو قریب کر دے۔

سوال از رجاء۔ جواب رجاء اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے۔ اور حسن ظن مع اللہ معرفت بجمیع صفاتہ کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائض ہوتے ہیں اور نیز حسن ظن تعلیق ہمت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے۔ نیز نظر قلب بسوی رب بلا طمع فراد و ملا تمنائی نفس در روح ہے۔ رجائے عوام تب ہوتی ہے کہ جب اکثر اسباب تیار ہو جائیں۔ اور جب اکثر اسباب جمع نہ ہوں تو طمع ہی در ضمن رجاء۔ اور رجاء بلا خوف امن ہوتا ہے۔ اور خوف بلا رجاء قنوط ہے یعنی (مایوسی)

سوال از علم الیقین۔ جواب جمع کرنا خبر اور معرفت کو دلیل سے۔

سوال از موافقت۔ جواب دل قضائے الٰہی کے ساتھ موافقت کرے بلا عجز بشریت کے۔

سوال از دعاء۔ جواب دعا تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تعریض۔ سوم اشارات۔ تصریح قول موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ تعریض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا تَکِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَیْنٍ اور اشارات قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اشارات کرتے ہیں طرف رویت کی۔

سوال از حیار۔ جواب کہ حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ کے اور حق اللہ کا ادا نہ کرے۔ اور اللہ کی طرف ساتھ عمل نالائق شان الٰہی کے متوجہ ہووے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کی تمنا کرے جس کا اپنے آپ کو مستحق نہیں جانتا۔ اور معاصی کو حیا و ترک کرے نہ خوف کا اور طاعت کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تقصیر وار جانے۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مطلع جانے اور حیا کرے۔ اور گاہے گاہے حیا اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب حجاب دل وہیبت کا نہ رہے۔

سوال از مشاہدہ۔ جواب کونین سے اندھا ہو جانا۔ از چشم دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استدراک و طمع و تصور و تکیف و بغیر طلب ادراک۔ اور نیز یہ کہ اطلاع قلب کی بصفا یقین اس غیب پر جس کی اللہ تعالےٰ نے خبر دی ہے۔

سوال از قرب۔ جواب طے مسافات بلطف مدانات۔

سوال از سکر۔ جواب جوش دل بر وقت معارضہ کرنے ذکر محبوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرنے کا اسرار کو ساتھ احکام معنیات کے اور وصل اتصال محبوب اور انقطاع از ماسوی کا نام ہے۔ اور انبساط دور کرنا احتشام کا بر وقت سوال۔

اور غیبت در ذکر یہ ہے کہ بندہ بر وقت اپنے نفس کو دیکھے اور حق سے غائب ہووے۔ اور غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بر وقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبوبت محبت کے ساتھ غیر مقصود ہے۔

پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اس کے ساتھ متصل ہو جائے۔ اور مراد کی طلب شدید ہو جاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پر مستولی و مسلط ہو جائے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہو جائے تو اس حالت کا نام محبت خالص ہے۔

پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محب ہے۔ اور جب حق بندہ کو یاد کرے۔

اور بندہ سے تو بندہ محجوب ہے۔ اور خلق حجاب ہے نفس سے اور نفس حجاب ہے حق سے بندہ جب تک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا۔ اور جب تک نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ اس میں جیتے رہیں۔ اور قال کی پیروی عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی خاص جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہو جاتا ہے۔ اور رخصت عزیمت ہو جاتی ہے۔ اور عزیمت میں رہبری ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔ عزیمت کامل الایمان کے واسطے۔

حکایت۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے پیش قاری نے پڑھا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کے لیے ملک ہے تو حضرت ایستادہ ہو کر اشارہ فرما کر فرماتے رہے مَنْ يَقُولُ الْمُلْكُ لِي یعنی کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے اور سب لوگ حضرت کی متابعت میں ایستادہ تھے۔ جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد دادان جو بڑا صالح تھا بولا کہ میں کہتا ہوں اَلْمُلْكُ لِي یعنی ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ میرا ہے اور میرے جیسا اس کا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اس کو سخت جھڑکا اور فرمایا احمق کب تو اس کا ہوا تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے۔ بلا کو کہ تیری تمی کے پاس آئی ہو۔ اور تو نے اس کی خاطر پیچھے ڈال دیا ہو۔ سو تو دور ہو جا۔ پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا اور حضرت شیخ رضؓ نے جو رتبہ قطبیت کا پایا سب کچھ بواسطہ اپنی جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجہ اتم واکمل حاصل کیا۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء کتابیں لکھ گئے ہیں اُس کی تفصیل کی رسالہ میں گنجائش نہیں منجملہ ان کے امام یافعی اور مجد الدین صاحب قاموس اور علامہ قسطلانی اور موسیٰ بو نیتی ہیں اور بیس اولیاء اللہ حق کے مناقب اور القاب کتاب بہجت الاسرار میں درج ہیں۔ سب مداح حضرت شیخ کے ہیں منجملہ ان کے شیخ قضیب البان موصلی ہے جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر

ہوا کرتا تھا اور مابین حضرت شیخ و شیخ عدی بن مسافر کے خط و پیغام لاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ رہبر رکبان محبین کے ہیں اور قدوۃ السالکین و امام الصدیقین و حجۃ العارفین و صدر المقربین ہیں۔ غرض جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں سو بیان اس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصائد عربی میں بہت ہیں جن سے فضیلت کل اقطاب اور اغواث پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ آپ کا مشہور ہے اس کے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی فضیلت سب سے زیادہ ہے باستثنائے اصحاب کبار و ائمہ آل اطہار۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَا فِي الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ ... إِلَّا وَلِي فِيهِ الْأَلَذُّ الْأَطْيَبُ

نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں! ... مگر میرے لیے اس میں بڑا لذیذ شیریں ہے

أَوْ فِي الْوِصَالِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ ... إِلَّا وَمَنْزِلَتِي أَعَزُّ وَأَقْرَبُ

یا وصل میں کوئی مرتبہ خاص نہیں ... مگر میرا مرتبہ بہت عزت والا و قرب والا ہے

وَهَبَتْ لِيَ الْأَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا ... فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

بخشی ہے مجھ کو دنوں نے رونق اپنی صفائی کی ... سو شیریں ہو گئی چشمے ان کے اور پاک ہو گیا گھاٹ

وَغَدَوْتُ مَخْطُوبًا لِكُلِّ كَرِيمَةٍ ... لَا يَهْتَدِي فِيهَا اللَّبِيبُ فَيَخْطُبُ

اور ہو گیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا ... جس بزرگی کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ اسکو طلب کرے

أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسُهُمْ ... رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرَى مَا يُرْهَبُ

میں ان مردوں سے ہوں کہ انکا ہمنشیں نہیں ڈرتا ... گردش زمانہ سے اور نہیں دیکھتا اس چیز کو جس سے ڈرے

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ ... عَلَوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

وہ قوم ہیں ان کے واسطے ہر بزرگی میں رتبہ ہے ... بلند اور ہر لشکر میں خاص سواری ہے (جگمگا) سواروں کی فوج کہتے ہیں

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلَأُ دَوْحَهَا ... طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ

میں بلبل خوشیوں کا ہوں بھرتا ہوں ان کے ... درختوں کو دانائی سے اور بلندی میں باز سپید ہوں

أَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيَّتِي　　طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

ہو گئے سب لشکر عشق کے میرے ارادہ کے تحت میں خوشی سے　　اور جب اس کا قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتا

أَصْبَحْتُ لَا أَمَلًا وَلَا أُمْنِيَةً　　أَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةً أَتَرَقَّبُ

ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزو ہے　　کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ ہے جس کا میں منتظر رہوں

مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَا　　حَتَّى بَلَغْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

ہمیشہ میں پھرتا اور چرتا رہا رضا کے میدانوں میں　　یہاں تک کہ میں پہنچا ایسے مرتبہ میں کہ نہیں بخشا جاتا

أَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ　　تَزْهُو وَنَحْنُ لَهُ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

ہو گیا زمانہ مثل دوہری چادر منقش کے،　　چمک رہی ہے اور ہم اس کا نقش ہیں سنہری

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا　　أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

غروب ہو گئے آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب　　ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کرے گا

قد تمت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی ہیں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالیٰ آپ اور معنی باز اشہب کے نزدیک صوفیہ کرام کے یہ ہیں کہ ولی اپنے احوال میں متمکن ہو اور طوارق وواردات الٰہیہ درجات سے اس کو جنبش نہ دیں بظاہر باخلق ہو اور بسرائرہ باحق، صورت اس کی روشن ہو اور ہمت اس کی بلند اور وہ مددگار خائفین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔

کتاب فتح المومنین میں صـ ۹ جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے گود میں ہوں اور ثدی یمین یعنی داہنیں پستان سے دودھ چوسا پھر بائیں سے پیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آئے اور فرمایا اے عائشہ یہ ہمارا ولد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو باز اشہب کا لقب دیا ہے شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

دوسرا قصیدہ

طُفْ بِخَانِیْ سَبْعًا وَلُذْ بِذِمَامِیْ
وَتَجَرَّدْ لِزَوْرَتِیْ کُلَّ عَامِ

طواف کر میرے گھر کا سات بار اور پناہ لے میرے عہد کی
اور الگ ہو گھر بار سے واسطے زیارت میری کے ہر سال

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّیْ
کَعْبَتِیْ رَاحَتِیْ[1] وَبَسْطِیْ مُدَامِیْ

میں راز رازوں کا راز ہوں راز در راز اپنے سے
مرا کعبہ مرا صحن ہے اور انبساط مرا شراب ہے

اَنَا نَشْرُ[2] الْعُلُوْمِ وَالدَّرْسُ شُغْلِیْ
اَنَا شَیْخُ الْوَرٰی وَکُلٌّ اِمَامِیْ

میں زندگی سارے علموں کا ہوں اور درس میرا شغل ہے
میں پیشوا کل خلقت کا ہوں اور کل اماموں کا

اَنَا فِیْ مَجْلِسِیْ تَرَی الْعَرْشَ حَقًّا
وَجَمِیْعُ الْاَمْلَاكِ فِیْهِ قِیَامِ

میں اپنی مجلس ہوں میں بجا لیکر تو دیکھے عرش کو محقق
اور سارے فرشتوں کو اس میں ایستادہ

قَالَتِ الْاَوْلِیَاءُ جَمِیْعًا بِعَزْمٍ
اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنَامِ

کہا سارے ولیوں نے بجنسہ عزم سے
کہ آپ قطب ہو ساری ہی خلقت پر

قُلْتُ کُفُّوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِیْ
اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ وَغُلَامِیْ

میں نے کہا ٹھہرو پھر سنو صریح بات میری
قطب میرا خادم و غلام ہی ہے ،

کُلُّ قُطْبٍ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ سَبْعًا
وَاَنَا الْبَیْتُ طَائِفٌ بِخِیَامِیْ

ہر قطب طواف کرتا ہے بیت اللہ کا سات دفعہ
اور میں بیت اللہ ہوں طواف کرتا ہوں اپنے خیموں کا

کَشْفُ الْحُجُبِ وَالسُّتُوْرِ لِعَیْنِیْ
وَدَعَانِی الْحَضْرَتِیْ وَمُقَامِیْ

کھلنا پردوں کا واسطے آنکھ میری کے ہے
اور مجھکو بلایا ہے واسطے حضور میرے کے و مقام میرے کے

تَاخَّرَتِ السُّتُوْرُ جَمْعًا لِحُبِّیْ
عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ کَانَ مُقَامِیْ

پس پھٹ گئے سارے پردے میری محبت کیلیے
نزدیک عرش خدا تعالی کے تھا مقام میرا

وَکَسَانِیْ بِتَاجِ تَشْرِیْفِ عِزٍّ
وَطِرَازٍ وَخِلْعَةٍ بِاخْتِتَامِ

اور پہنایا مجھکو تاج تشریف عزت کا
اور طراز و خلعت ختم ولایت کا ،

---

[1] زمین ہموار و ناہموار جس میں سب طرح کے گھانس ہوں ۔ ۱۲

[2] النشر الحیاۃ ۱۲ ۔

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِیْ
گھوڑا عزت کا تلے زین کے اصیل گھوڑے کے ہے

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِیْ
اور جب میں کھینچتا ہوں کمان اپنے مطلب کی

سَائِرُ الْاَرْضِ کُلِّهَا تَحْتَ حُکْمِیْ
ساری زمیں مرے حکم کے تلے ہے۔

مَطْلِعُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَقْصَی الْغُرُوْبِ
مشرق آفتاب اور نہایت مغرب

اَمُرِیْدِیْ لَکَ التَّهَانِیْ دَوَامِ
اے میرے مرید واسطے تیرے ہی مبارک ہمیشہ کی

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ
اور میرا مرید جب پکارے مجھ کو مشرق میں

اُغِثْهُ لَوْ کَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ
اوس کی فریاد کو پہنچوں گا اگر ہوا پر ہے

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِیْدِیْ
میں قیامت میں سفارش کرنیوالا ہوں اپنے مرید کا

اَنَا شَیْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِیٌّ
میں شیخ الاسلام ہوں اور مقبول عند اللہ اور دوست خدا

اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِیْ
میں عبد القادر ہوں خوش ہوا وقت مرا

فَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ
پس اون پر صلوٰۃ ہو ہر وقت میں

وَرِکَابِیْ عَالٍ وَغِمْدِیْ مُحَامِیْ
اور رکاب مری بلند ہے اور میان مرا حمایت کرنیوالا

کَانَ نَارُ الْجَحِیْمِ مِنْهَا سِهَامِیْ
ہوتی ہے آتش دوزخ کی اس سے تیز مری

وَهِیَ فِیْ تَبْضِیْقٍ کَفَرْخِ الْحَمَامِ
اور وہ میرے قبضہ میں ہے مثل بچہ کبوتر کے۔

خُطْوَتِیْ وَاَقَلُّهَا بِاهْتِمَامِ
میرا ایک قدم ہے اور اسی کم ہے ساتھ ہمت کے

عَیْشُ عِزٍّ وَرِفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ
زندگی عزت اور بلندی اور حرمت کی

اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِحْرٍ طَامِ
یا مغرب میں یا تلے دریا چڑھے ہوئے کے

اَنَا سَیْفُ الْقَضَاءِ لِکُلِّ خِصَامِ
میں تلوار ہوں قضا کی واسطے ہر خصومت کے

عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ کَلَامِیْ
اپنے رب کے پاس اور میری کلام رد نکی جائیگی

اَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَةٌ لِلْاَنَامِ
میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا

جَدِّیَ الْمُصْطَفٰی شَفِیْعُ الْاَنَامِ
جد مری مصطفیٰ صلعم ہیں شفاعت کرنیوالے خلق کے

وَعَلٰی اٰلِهٖ بِطُوْلِ الدَّوَامِ
اور ان کی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہ

سَقَانِیْ حَبِیْبِیْ مِنْ شَرَابِ ذَوِی الْمَجْدِ ... فَاَسْکَرَنِیْ حَقاً فَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِیْ
پیر حبیب نے مجھ کو پلائی شراب بزرگی والوں کی ... سو اسنے مجھکو مست کردیا سچا پس اپنے وجد میں غائب ہوگیا

وَاَجْلَسَنِیْ فِیْ قَابَ قَوْسَیْنِ سَیِّدِیْ ... عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِیْ حَضْرَةِ الْمَجْدِ
اور بٹھایا مجھکو قاب قوسین کے مقام میں میرے سردار نے ... اور پر منبر تخلیص کے اندر دربار بزرگی کے

حَضَرْتُ مَعَ الْاَقْطَابِ فِیْ حَضْرَةِ اللِّقَا ... فَغِبْتُ بِهٖ عَنْهُمْ وَشَاهَدْتُ وَحْدِیْ
میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار دیدار میں ... سو میں غائب ہوگیا اسکے ساتھ اسے اور دیکھا میں نے اکیلا ہی

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِیْ ... وَفَضْلَةَ کَاسَاتٍ بِهَا شَرِبُوا الْعَدِیْ
پس نہ پیا عاشقوں نے مگر میرا جوٹھا ... اور پس ماندہ پیالوں کا اسمیں پیا میرے بعد

وَلَوْ شَرِبُوْا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَایَنُوْا ... مِنَ الْحَضْرَةِ الْعُلْیَا شَرَابَ ذَوِی الْوُدِّ
اگر وے پیتے وہ جو میں نے پیا اور دیکھتے ... دربار عالی سے شراب دوستوں کا

لَاَمْسَوْا سُکَارٰی قَبْلَ اَنْ یَّقْرَبُوْهَا ... وَاَمْسَوْا حَیَارٰی مِنْ مُصَادَمَةِ الْوِرْدِ
البتہ ہو جاتے مست قبل از قریب ہونیکے ... اور ہو جاتے حیران اندر وہام اترنے سے

اَنَا الْبَدْرُ فِی الدُّنْیَا وَغَیْرِیْ کَوَاکِبُ ... وَکُلُّ فَتًی یَّهْوٰی فَذٰلِکُمْ عَبْدِیْ
میں بدر ہوں دنیا میں اور دوسرے ستارے ہیں ... اور سارے جوانمرد عاشق میرے غلام ہیں،

وَبَحْرٌ مُحِیْطٌ بِالْبِحَارِ بِاَسْرِهَا ... وَعِلْمِیْ حَوٰی مَا کَانَ قَبْلِیْ وَمَا بَعْدِیْ
اور دریا میرا محیط ہے سارے دریاؤں کو ... اور علم میرا حاوی ہے اول و آخر کو

وَسِرِّیْ لَهُ الْاَسْرَارُ تَجْرِیْ فِی الدُّجٰی ... کَجَرْیِ سَحَابِ الْاُفْقِ مِنْ مَلَکِ الرَّعْدِ
اور میرے رازکے راز ہیں تاریکیوں میں چلتے ہیں ... جیسا کہ افق کا ابر فرشتہ رعد سے چلتا ہے

فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَّقُرْبَةٍ ... تَدَاوَمْ عَلٰی حُبِّیْ وَحَافِظْ عَلٰی عَهْدِیْ
پس اگر تو چاہے کہ عزت و قربت سے بہرہ پائے ... تو میری محبت پر دائم رہو اور میرے قول پر قائم

وصایا حضرت شیخ قدس سرہٗ

حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے وصیت طلب کی فرمایا تقوی اللہ تعالیٰ کا کرنا اور کسی سے خوف نہ کرنا مگر اللہ تعالیٰ سے اور سوائے اللہ کے دوسرے سے امید نہ کرنی۔ اور کل حاجات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی اور اسی سے طلب کرنی اور بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنی اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بڑی وصیت یہ بھی تھی کہ یہ طریقہ ان پر مبنی ہے۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلامت صدر و سماحت نفس و سخاوت دست و کشادہ پیشانی و بذل مال و کف اذی و عفو از لغزش ہائے برادران اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمات مشائخ و حسن معاشرت برادران و نصیحت خورد و بزرگ کو و ترک خصومات زیادتی مگر دینی چاہیے و ملازمت ایثار (یعنی اپنی حاجت ہوتے ہوئے دوسرے کو دینا) و دور رہنا کثرت اموال سے و ترک صحبت اس سے جس کے طبقہ میں داخل نہ ہوئے۔ و معاونت امور کی دین و دنیا میں اور نیز یہ کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف محتاج نہ ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا۔ اور تصوف قیل و قال سے نہیں لیا گیا لیکن تصوف گرسنگی اور ترک دنیا و قطع شہوات و محبوبات سے لیا گیا ہے۔

اور نیز یہ کہ تصوف مبنی ہے آٹھ خصال پر سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ اشارت۔ غربت۔ لباس صوف۔ سیاحت۔ فقر۔ سخاوت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کیواسطے ہے جو جد ہیں انبیائے کرام کے۔ اور رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے واسطے ہے۔ اور صبر نبی ایوب علیہ السلام کے لیے۔ اور اشارت حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے۔ اور غربت حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے۔ اور لبس صوف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور فقر میری جد امجد محمد مصطفیٰ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہے۔ اور نیز یہ کہ با اغنیاء کی صحبت میں غنی بن کر با عزت رہنا۔ اور فقراء کی صحبت میں فقیر بن کر رام رہنا۔

اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے اس وصف کا کہ خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شے میں متہم نہ کرے اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ آرام پذیر ہوے اور دوستی کے اعتماد پر کسی بھائی کا حق تلف نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر دوسرے مومن کا حق فرمایا ہے اور خدمت فقرا کی کرنا جو کوئی فقرا کے ساتھ تین طرح پیش آئے تواضع و حسن آدب و سخاوت نفس تو خدا تعالےٰ اس کو معزز رکھتا ہے۔

اور نیز فقیر وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ساتھ مستغنی نہ ہوے اور صولت فقیروں پر مذموم ہے اور امیروں پر حماقت۔ بہی الفیائح اولاد مریدوں کو کافی ہیں اسامی اولاد امجاد۔ شیخ عبدالوہاب۔ شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالجبار شیخ عبدالغفور و شیخ عبدالغنی۔ شیخ صالح۔ شیخ محمد۔ شیخ موسیٰ و شیخ عیسیٰ۔ شیخ ابراہیم شیخ یحییٰ یا اصغر ہیں۔

اور کر یمہ امتہ الجبار علویہ فاطمہ قدس اللہ سرہما ابن بخارا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی ۴۹ ہیں ۲۷ مرد اور باقی نسا۔

ص۹ سید ظہیر الدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اس کے قطبیت کبریٰ ان میں اور ان کی اولاد میں قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسن ہیں۔ اور واسطہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔

اور ص۲۲ میں شیخ عبداللہ بن ابو الفتح رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

ص۲۷ فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہ ہوئیں سجادہ پہ نہ بیٹھے۔ دو خصلت خدا تعالیٰ کی دو حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حضرت صدیق اکبر کی دو حضرت عمر کی دو حضرت عثمان کی ۔ دو حضرت شاہ ولایت کی ۔ دو خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستار و غفار ہوئے ۔ دو حضرت صلعم کی یہ ہیں کہ شفیق و رفیق ہوئے ۔ اور دو حضرت صدیق اکبر کی یہ ہیں کہ صادق مصدّق ہوئے ۔ اور دو حضرت عمر کی یہ ہیں کہ نیکی کا امر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو ۔ اور دو حضرت عثمان کی یہ ہیں کہ طعام کھلائے اور رات بھر بیدار رہے ۔ اور دو حضرت شاہ ولایت کی یہ ہیں کہ عالم و شجاع ہوئے ۔ اور حضرت نے ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔

إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الشَّيْخِ خَمْسُ فَوَائِدٍ وَإِلَّا فَدَجَّالٌ يَقُودُ إِلَى الْجَهْلِ
عَلِيمٌ بِأَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ ظَاهِرًا وَيَبْحَثُ عَنْ عِلْمِ الْحَقِيقَةِ مِنْ أَصْلِ
وَيُظْهِرُ لِلْوُرَّادِ بِالْبِشْرِ وَالْقِرَى وَيَخْضَعُ لِلْمِسْكِينِ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ
فَذَاكَ هُوَ الشَّيْخُ الْمُكَرَّمُ قَدْرُهُ عَلِيمٌ بِأَحْكَامِ الْحَرَامِ مِنَ الْحِلِّ
يُهَذِّبُ طُلَّابَ الطَّرِيقِ وَنَفْسُهُ مُهَذَّبٌ بِهِ مِنْ قَبْلُ ذُو كَرَمٍ تُحْلِي

ص۲۳ فتح المبین سید ظہیر الدین پر ہے کہ خضر حسینی کہتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہ کے رہا ۔ کا ہے آپ کو مخاط و بصاق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور نہ کا ہے مکھی آپ کے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے ۔ اور نہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دستر خوان پر جاکر کھانا کھایا ۔ سوائے ایک بار کے اور بادشاہوں کے وامیروں کے فرش پر بیٹھنا عقوبت معجلہ جانتے تھے ۔ بادشاہ یا وزیر یا امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندرون حجرہ تشریف لے جاتے ۔

پس جب وہ آکر بیٹھتا تو آپ برآمد ہوتے تا کہ ان کو تعظیم نہ دیں بلکہ وہ تعظیم کے واسطے ایستادہ ہو جاتے یہ بات محض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور ان لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وہ آپ کے دست مبارک چومتے اور بڑے ادب سے بیٹھتے اور جب بادشاہ کو

رقعہ لکھتے تو یہ لکھتے کہ عبد القادر تم کو اسبات کا حکم کرتے ہیں۔ اور حکم ان کا تجھ پر نافذ ہے اور اطاعت ان کی تجھے واجب ہے۔ اور وہ تیرے پیشوا ہیں۔ اور تجھ پر حجت ہیں۔ جب بادشاہ آپ کے رقعہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے سچ فرمایا۔ اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی۔ اور کلام آپ کا جواب خطرات قلبی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی۔ اور سوائے یوم جمعہ کے کہ برائے نماز جمعہ جامع مسجد بارہ باط کی طرف تشریف لے جائیں۔ اپنے مدرسہ سے باہر قدم نہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گرسنوں کو کھلا دیتا۔ اور فرماتے کہ کفدست میرے میں ثقبہ ہے۔ ہزار اشرفی آئے تو میں ایک رات اپنے گھر نہیں رہنے دیتا۔ اور ابو الحسن قریشی نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی ولادت میں کہا تھا اور ملک اعظم کو تحت قدم میں کر دیا تھا۔

مثلہ ۲۴ میں عبد الرحیم ہمشیرہ زادہ سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کا بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کا حال دیکھ کر میرا ہوش قائم رہا۔ جب بغداد سے ام عبیدہ کو گیا اور اپنے خالو سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے اور جس حال پر ہے اور جہاں وہ پہنچے ہیں دوسرے کسی کو طاقت کہاں ہے۔

اور مثلہ ۲۵ میں شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب۔ اور بہجت الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ روافض برائے امتحان آپ کی خدمت میں دو پٹارے سربستہ لائے آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے جب پٹارہ کھولا تو ویسا ہی تھا اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ بیٹھا رہ وہ بیٹھا رہ گیا۔ اس کو طاقت برخاست کی نہ رہی۔ دوسرے پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا اپاہج ہے جس کے ہاتھ پاؤں بستہ ہیں

ف نام موضع سید رفاعی ۱۲

اس کو کھولا تو ویسا ہی لڑکا اس میں تھا۔ اس کو فرمایا کہ دوڑ وہ اٹھ کر چیگا بھلا دوڑنے لگا وہ روافض شرمندہ ہو کر تائب ہوئے۔ اور آپ کی عمہ پھوپھی معصومہ کا اسم شریف عائشہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بارش کی تنگی سے لوگوں نے ان کے حضور میں عرض کی۔ آپ نے صحن خانہ کا جھاڑو دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے جھاڑو دیا۔ آپ چھڑکاؤ کرو۔ اتنے میں بارش بہت ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رسالہ غوثیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَاشِفِ الْغُمَّةِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ اَمَّا بَعْدُ قَالَ الْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْمُسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ الْمُسْتَانِسُ بِاللّٰهِ قَالَ لِيَ الرَّبُّ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَبَّ الْغَوْثِ قَالَ كُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ فَهِيَ شَرِيْعَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَهِيَ طَرِيْقَةٌ وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاهُوْتِ فَهِيَ حَقِيْقَةٌ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَا ظَهَرْتُ فِيْ شَيْءٍ كَظُهُوْرِيْ فِي الْاِنْسَانِ ثُمَّ سَاَلْتُ يَا رَبِّيْ هَلْ لَكَ مَكَانٌ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا مُكَوِّنُ الْمَكَانِ وَلَيْسَ لِيْ مَكَانٌ وَيَسْتَوِي الْاِنْسَانَ ثُمَّ سَاَلْتُ يَا رَبِّ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقْتَ الْمَلٰٓئِكَةَ قَالَ خَلَقْتُ الْمَلٰٓئِكَةَ مِنْ نُوْرِ الْاِنْسَانِ وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُوْرِيْ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ الْاِنْسَانَ مَطِيَّتِيْ وَجَعَلْتُ سَائِرَ الْاَكْوَانِ مَطِيَّتَهٗ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ اَنَا يَجِبُهُمْ وَنِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الْمَرْكُوْبُ لَهٗ سَائِرُ الْاَكْوَانِ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ الْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ لَوْ عَرَفَ الْاِنْسَانُ مَنْزِلَتَهٗ عِنْدِيْ لَقَالَ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ مِّنَ

الانقابي أنا الملك لا ملك اليوم إلا لي قال يا غوث الأعظم ما
أكل الإنسان طعاما وما شرب شرابا وما قام وما قعد وما نطق
وما صمت وما فعل فعلا وما توجه لشيء وما غاب عن شيء
إلا أنا فيه مسكنه ومحركه قال لي يا غوث الأعظم جسم
الإنسان وقلبه ونفسه وروحه وسمعه وبصره ولسانه
ويده ورجله كل ذلك أظهرت له بنفسي لنفسي لا هو إلا أنا
ولا أنا غيره وقال يا غوث الأعظم إذا رأيت المحترق بنار
الفقر والمنكسر بكسرة الفاقة فتقرب إليه فإنه لا حجاب
بيني وبينه قال يا غوث الأعظم لا تأكل طعاما ولا تشرب
شرابا ولا تنم نومة إلا عندي بقلب حاضر وعين ناظر قال
غوث الأعظم من منع من سفر الباطن ابتلي بسفر الظاهر
لم يزده مني إلا بعدا في لسفر الظاهر قال يا غوث الأعظم الاتحاد
حال لا يعبر بلسان المقال فمن آمن به قبل وجود الحال فقد كفر
ومن أراد العبادة بعد الوصول فقد أشرك بالله قال يا غوث الأعظم
من سعد سعادة الأزل فطوبى له لم يكن مخذولا ومن شقي بشقاوة
الأزل فويل له ولم يكن مقبولا بعد ذلك قط قال يا غوث الأعظم
جعلت الفقر والفاقة مطية الإنسان فمن ركبهما بلغ المنزل
قبل أن يقطع المسافات والبوادي قال يا غوث الأعظم لو علم
الإنسان ما كان له بعد الموت ما تمنى الحيوة في الدنيا يقول
بين يدي الله كل لمحة ولحظة يا رب أمتني أمتني قال يا غوث
الأعظم حجة الخلائق عندي يوم القيمة الصم ما البكم والعمى
ثم التحير والبكاء وفي القبر كذلك قال يا غوث الأعظم المحبة
حجاب بين المحب والمحبوب فإذا فني المحب عن المحبة وصل

بالمحبوب قال رأيت الأرواح كلها يرقصون في قوالبهم بعد
سماع قوله ألست بربكم إلى يوم القيامة قال رأيت الرب تعالى
قال لي يا غوث الأعظم من سألني عن الرؤية بعد العلم فهو محجوب
بعلم الرؤية ومن ظن أن الرؤية غير العلم فهو مغرور برؤية الرب
تعالى قال يا غوث الأعظم من رآني استغنى عن السؤال في كل حال و
من لم يرني فلا ينفعه السؤال فهو محجوب بالمقال قال لي يا غوث
الأعظم ليس الفقير عندي من ليس له شيء بل الفقير الذي له
أمر في كل شيء إن قال بشيء كن فيكون قال لي يا غوث الأعظم
لا لذة ولا نعمة في الجنان بعد ظهوري فيها ولا وحشة ولا حرقة
في النار بعد خطابي لأهلها قال يا غوث الأعظم أنا أكرم من كل
كريم وأنا أرحم من كل رحيم قال يا غوث الأعظم فقلت لبيك يا
رب الغوث العظيم فقال لي قل يا رب الغوث الكريم الرحيم قال
يا غوث الأعظم نم عندي لا كنوم العوام ترني فقلت يا رب كيف
أنام عندك قال بخمود الجسم عن اللذات وخمود النفس عن
الشهوات وخمود القلب عن الخطرات وخمود الروح عن اللحظات
وفناء ذاتك في الذات قال يا غوث الأعظم قل لأصحابك وأحبابك
فمن أراد منكم بصحبتي فعليه باختيار الفقر ثم فقر الفقر ثم
الفقر على الفقر فإذا تم فقرتم هو فلا هو إلا أنا قال لي يا غوث
الأعظم طوبى لك إن كنت رءوفا على بريتي ثم طوبى لك إن كنت
لبريتي عفوا وقال لي يا غوث الأعظم جعلت في النفس طريق
الزاهدين وجعلت في القلب طريق العارفين وجعلت في الروح
طريق الواقفين وجعلت نفسي محل الأسرار يا غوث قل لأصحابك
اغتنموا دعوة الفقراء فإنهم عندي وأنا عندهم يا غوث أنا

مَأْوٰی كُلِّ شَيْءٍ وَمَسْكَنُهُ وَمَنْظَرُهُ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ قَالَ يَا غَوْثُ
الْأَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا تَرَنِي بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا تَنْظُرْ
إِلَى النَّارِ وَمَا فِيهَا تَرَنِي بِلَا وَاسِطَةٍ قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الْجَنَّةِ
يَتَعَوَّذُونَ عَنِ النَّعِيمِ كَأَهْلِ النَّارِ يَتَعَوَّذُونَ عَنِ الْجَحِيمِ يَا غَوْثُ مَنْ
شَغَلَ بِسُؤَالِي كَانَ صَاحِبُهُ نَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا غَوْثُ أَهْلُ الْقُرْبَةِ
يَسْتَغِيثُونَ عَنِ الْقُرْبِ كَأَهْلِ الْبُعْدِ يَسْتَغِيثُونَ عَنِ الْبُعْدِ يَا غَوْثُ
إِنَّ لِي عِبَادًا سِوَى الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ لَا يَطَّلِعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ أَحَدٌ
مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَا مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا
أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَا مَالِكٌ وَلَا رِضْوَانُ وَمَا خَلَقْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا
لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَلَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُورِ وَلَا لِلْقُصُورِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ
فَطُوبٰى لِمَنْ أٰمَنَ بِهِمْ يَا غَوْثُ أَنْتَ مِنْهُمْ وَمِنْ عَلَامَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا أَنَّ
أَجْسَامَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ مِنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَنُفُوسَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ
وَقُلُوبَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَأَرْوَاحَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطِيَّاتِ
وَهُمْ أَصْحَابُ اللِّقَاءِ الْمُحْتَرِقِينَ بِنُورِ اللِّقَاءِ الْمُحْتَرِقِينَ بِنُورِ
اللِّقَاءِ يَا غَوْثُ إِذَا جَاءَكَ الْعَطْشَانُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ وَأَنْتَ
صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَيْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَأَنْتَ
أَبْخَلُ الْأَبْخَلِينَ فَكَيْفَ أَمْنَعُهُمْ رَحْمَتِي وَأَنَا أَشْهَدْتُ عَلَى نَفْسِي
بِأَنِّي أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ يَا غَوْثُ مَا بَعُدَ أَحَدٌ مِنَ الْمَعَاصِي وَمَا قَرُبَ
أَحَدٌ مِنَ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ لَوْ تَقَرَّبَ مِنِّي أَحَدٌ لَكَانَ أَهْلُ الْمَعَاصِي
لِأَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْعِجْزِ وَالنَّدَمِ يَا غَوْثُ الْعِجْزُ مَنْبَعُ النُّورِ وَالْعُجْبُ
الظُّلْمَةِ يَا غَوْثُ أَهْلُ الْمَعَاصِي مَحْجُوبُونَ بِالْمَعَاصِي وَأَهْلُ
الطَّاعَاتِ مَحْجُوبُونَ بِالطَّاعَاتِ وَوَرَاءَهُمْ قَوْمٌ أٰخَرُونَ لَيْسَ لَهُمْ
غَمُّ الْمَعَاصِي وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِينَ بِالْفَضْلِ

وَالْكَرَمِ وَالْمُعْجَبِيْنَ بِالْعَدْلِ وَالتَّقْوٰى يَا غَوْثُ اَهْلُ الطَّاعَاتِ
يَذْكُرُوْنَ النَّعِيْمَ وَاَهْلُ الْعِصْيَانِ يَذْكُرُوْنَ الرَّحِيْمَ يَا غَوْثُ
اَنَا قَرِيْبٌ فِي الْمَعَاصِيْ بَعْدَ مَا فَرَغَ عَنِ الْمَعَاصِيْ وَاَنَا بَعِيْدٌ عَنِ
الْمُطِيْعِ اِذَا فَرَغَ عَنِ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ يُطِيْقُوْا
اَنْوَارًا قَالَ فَجَعَلْتُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ خَلَقْتُ الْخَوَاصَ
فَلَمْ يُطِيْقُوْا مُجَاوَرَتِيْ فَجَعَلْتُ الْاَنْوَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا يَا غَوْثُ
قُلْ لِاَصْحَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يَّصِلَ اِلَيَّ فَعَلَيْهِ الْخُرُوْجُ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ اُخْرُجْ مِنْ عَقَبَةِ الدُّنْيَا تَصِلُ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَاُخْرُجْ عَنْ عَقَبَةِ
الْاٰخِرَةِ تَصِلُ اِلَيَّ يَا غَوْثُ اُخْرُجْ عَنِ الْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اُخْرُجْ
عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ اُخْرُجْ عَنِ الْاَمْرِ وَالْحُكْمِ تَصِلُ اِلَيَّ فَقُلْتُ
يَا رَبِّ اَيُّ صَلٰوةٍ اَقْرَبُ اِلَيْكَ قَالَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا سِوَائِيْ
مِنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ وَصَاحِبُهَا غَائِبٌ عَنْهَا ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ صَوْمٍ اَفْضَلُ
عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ وَصَاحِبُهٗ غَائِبٌ عَنْهُ
ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ
وَصَاحِبُهٗ غَائِبٌ عَنْهُ ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ بُكَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُكَاءُ
الضَّاحِكِيْنَ قُلْتُ اَيُّ ضِحْكٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ ضِحْكُ الْبَاكِيْنَ
قُلْتُ اَيُّ تَوْبَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ تَوْبَةُ الْمَعْصُوْمِيْنَ ثُمَّ قُلْتُ
اَيُّ عِصْمَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ عِصْمَةُ التَّائِبِيْنَ قَالَ يَا غَوْثُ
لَيْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِيْ سَبِيْلٌ مَعَ الْعِلْمِ عِنْدَهٗ اِلَّا بَعْدَ اِنْكَارِهٖ
لِاَنَّهٗ لَوْ لَمْ يَتْرُكِ الْعِلْمَ عِنْدَهٗ صَارَ شَيْطَانًا قَالَ الْغَوْثُ رَاَيْتُ
الرَّبَّ تَعَالٰى فَسَاَلْتُ يَا رَبِّ مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ يَا غَوْثُ عِشْقٌ لِيْ
وَقِ قَلْبَكَ عَنْ سِوَائِيْ يَا غَوْثُ اِذَا عَرَفْتَ ظَاهِرَ الْعِشْقِ فَعَلَيْكَ
بِالْفَنَاءِ عَنِ الْعِشْقِ لِاَنَّ الْعِشْقَ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ

یَا غَوْثُ إِذَا عَرَفْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَیْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ خَطَرَاتِهِ عَنِ الْقَلْبِ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَصِلُ إِلَیَّ وَ إِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ یَا غَوْثُ إِنْ تَدْخُلْ حَرَمِیْ فَلَا تَلْتَفِتْ إِلَی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَلَا الْجَبَرُوْتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَیْطٰنُ الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ شَیْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتَ شَیْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِیَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ عِنْدِیْ مِنَ الْمَطْرُوْدِیْنَ یَا غَوْثُ الْمُجَاهَدَةُ بَحْرٌ مِنْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ وَحِیْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُوْلَ فِیْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِأَنَّ الْمُجَاهَدَةَ بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ یَا غَوْثُ مَنْ اِخْتَارَ الْمُجَاهَدَةَ كَمَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنِّیْ قَالَ یَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَی اللّٰهِ الْعَبْدُ الَّذِیْ كَانَ لَهُ الْوَالِدُ وَالْوَلَدُ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا فَلَوْ مَاتَ الْوَلَدُ فَلَیْسَ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَلَدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَیْسَ لَهُ هَمٌّ بِفَوْتِ الْوَالِدِ فَإِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ فَهُوَ عِنْدِیْ بِلَا وَلَدٍ وَلَا وَالِدٍ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَقَالَ یَا غَوْثُ مَنْ لَمْ فَنَاءَ الْوَلَدِ بِمَحَبَّتِیْ وَفَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَوَدَّتِیْ لَمْ یَجِدْ لَذَّةَ الْوَاحِدَانِیَّةِ وَالْفَرْدَانِیَّةِ قَالَ یَا غَوْثُ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَیَّ فِیْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا حَزِیْنًا لِیْ فَارِغًا عَنْ سِوَائِیْ فَقُلْتُ یَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ یَا غَوْثُ عِلْمُ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ قَالَ یَا غَوْثُ طُوْبٰی لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَی الْمُجَاهَدَةِ وَوَیْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَی الشَّهَوَاتِ قَالَ رَأَیْتُ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ یَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْمِعْرَاجُ هُوَ الْعُرُوْجُ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ سِوَائِیْ فَكَمَالُ الْعُرُوْجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی قَالَ یَا غَوْثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهُ عِنْدِیْ یَا غَوْثُ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوةِ هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِیْ -

یہ رسالہ غوثیہ عالیہ کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت شاہ محمد رضا قادری بن شیخ فاضل سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فقیر نے بخدمت مرشد خود شیخ محی الدین محمد منا عرض کیا کہ غوثیہ عالیہ کتب خانہ میں ہے فرمایا ہے۔ عرض کیا کہ از ملفوظات حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کے ہے فرمایا ہاں۔ اور نقل کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ولد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے کہ جو کوئی اس کلمہ وکلام کو جو مابین حق سبحانہ تعالےٰ وحضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے ہوئی ہے باتجدید وضو خلوت میں پڑھے۔ اور معنے اس کے لفظاً لفظاً دل میں جمائے تو بالضرور چہلم تک فتح الباب وکشاد مہمات سرانجام ہو۔ لیکن اول طعام فقرا ومساکین کے واسطے مہیا رکھے۔ اور کھلائے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت غوث قدس اللہ سرہٗ کو فرمایا ہے کہ اپنے اصحاب کو کہو کہ دعوت فقرا کی غنیمت جانو کہ میں ان کے پاس ہوں اور وہ میرے پاس ہیں۔ کھانا کھلا کر نیم شب یا اخیر شب میں پڑھنا شروع کرے جسقدر ممکن ہو اسی قدر پڑھے۔ فقط۔

ان شاء اللہ تعالیٰ کشود فتوح ظاہر اور باطن کا ہوئے گا ۱۲۔

شجرہ نسب ابویہ

متصلہ

بحضرت ولایت مآب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

امام حسن مثنیٰ۔ سید عبداللہ محض۔ سید موسیٰ جون۔ سید عبداللہ۔ سید موسیٰ سید داؤد۔ سید محمد۔ سید یحییٰ زاہد۔ سید عبداللہ۔ سید ابو صالح جنگی دوست سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ و سید ابو احمد عبداللہ برادر حضرت غوث اعظم جو جرانی میں رحلت فرما ہو گئے تھے۔

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب پیران قصبہ بھیرہ کا ہے۔ اور یہ بزرگواران اولاد حضرت سید عبدالرزاق قدس اللہ سرہٗ کی ہیں تو اب صرف شجرہ ان کا لکھا جاتا ہے۔

حضرت سید عبدالرزاق خلف سید صالح خلف سید علی خلف سید مشتاق خلف سید مومن خلف سید ظہیر الدین خلف سید صدر الدین خلف سید فتح اللہ شاہ خلف سید زین العابدین خلف سید علاؤ الدین خلف سید سرخ تاج محمود خلیفہ سید میراں بہاء الدین قلندر خلف سید شاہ خلیل خلف سلطان جعفر صادق خلف پیر سید عبداللہ شاہ خلف پیر سجن شاہ خلف پیر سبحان شاہ خلف پیر شہابل شاہ اور خلف پیر شہابل شاہ صاحب کے پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلف الرشید پیر بہادر شاہ صاحب کے سید حسن پیر شاہ صاحب

اور خلف پیر حیدر شاہ صاحب کے پیر سید امیر شاہ صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ۔ یہ ہر دو صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالی شان کے ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف اگر لکھی جائے تو ایک کتاب بنتی ہے۔ اگر عنایت ایزدی شامل حال رہے تو علیحدہ لکھی جائے گی۔ مگر چند سے تفصیل بعضے حالات معلومۃ الوقت کا لکھنا مناسب ہے۔

حضرت سید عبد الرزاق السید الکامل الامام صاحب الحال الصادق ذالقدم الراسخ فی الحکام متوطن بلدہ حماۃ[1] ہو کہ جس کو عوام حامہ کہتے ہیں۔ وہیں مدفون ہوئے حامہ شریف سے سید بہاء الدین معروف میراں بہاول شیر جن کی عمر ۲۵ سال ہوئی ہے وہ بدایوں کے پہاڑ میں آکر مقیم ہوئے اور وہاں ستر سال چلہ کرتے رہے۔ پھر بادشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا ان سے نکاح کر دیا بعدہٗ حجرہ حضرت شاہ مقیم میں تشریف لائے۔ اور حجرہ سے سید میراں سبحان شاہ صاحب قصبہ بھیرہ میں تشریف لائے اور ان کے دو نبیرہ صاحبان سید حق پیر صاحب خلف پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم اور پیر سید امیر شاہ صاحب خلف پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں۔ ہر دو صاحبان سجادہ نشین اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔

(شجرہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ از جہت والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا)

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت پیر شیخ قدس اللہ سرہٗ کا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ہے بنت سید عبد اللہ صومعی زاہد بن امام ابی جمال الدین سید محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطاء عبد اللہ بن امام سید کمال الدین طیبی بن سید ابی علاء الدین محمد جواد بن امام ہمام علی الرضی بن امام ہمام موسیٰ کاظم بن امام ہمام جعفر صادق بن امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدین بن سید الشہداء سید شباب اہل الجنۃ امام حسین بن امیر المومنین و امام الاتجعین امام المشارق و المغارب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہٗ۔ اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا حضرت صدیق اکبر کے ساتھ بھی ملتا ہے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ والدہ شریف حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام۔

---

[1] یہ شہر ملک شام ہے۔

کریمہ امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیق ہیں، اور نیز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سید عبداللہ محض جد تابع حضرت کے ملقب بلقب محض اسی واسطے ہوئے کہ دونوں نسبیں ان کی خالی از شایہ موالی تھیں کہ والدان کے حضرت سید حسن مثنی تھے اور والدہ فاطمہ بنت امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات سید امام حسن مثنی کے عبداللہ بن مظفر بن عمر بن عثمان کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور اتصال نسب بحضرت امیر المومنین عمر کے ساتھ بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظفر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے، بنت عبداللہ بن حضرت عمر اس لحاظ سے نسب عالی ہر چار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔

(سلسلہ طریقت جناب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارکہ حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخزومی سے اخذ کیا اور بعد از ارتقائے بمقام قطبیعت کے حضرت ابوسعید مبارک نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہکاری سے اخذ کیا۔ انہوں نے اپنے شیخ ابو الفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے شیخ عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلف بن جحدر شبلی سے انہوں نے عارف باللہ صاحب شیخ ابی القاسم جنید سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین سقطی سے انہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخی سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ داؤد طائی سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصری سے انہوں نے امام المسلمین امیر المومنین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رحمت للعلمین سید المرسلین سید الموجودات حضرت محمد المصطفےٰ واحمد المجتبیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سے۔

ترجمہ خواب قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہٗ

شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہٗ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں زیارت کی۔ حضور سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دے تو کے ہوتی ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عزوجل نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ بعض لوگ اہل علم ان کو ایک طلاق بناتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو ان کو پہنچا ہے اور اچھا کیا میں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ حکم مجتہد کی تقریر فرماتے ہیں اور میں عرض کرتا تھا کہ حضرت میری غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہے کہ جب کوئی مجھ سے فتویٰ طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ آخر مجلس میں ایک شخص ایستادہ ہو کر بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہٰذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم آپ سے نہیں مانتے اور نہ تصویب ان کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا مارے غضب کے اس شخص پہ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآواز بلند فرماتے ہیں تین طلاق ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ کیا تم فروج کو حلال بناتے ہو۔

پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ اطراف والوں نے سنا اور وہ شخص پگھل جاتا تھا حتیٰ کہ مضمحل ہو گیا۔ زمین پہ اس کا نشان نہ رہا۔ میں دریافت کرتا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخ بیدار ہو گئے۔ اور اسی شب کو پھر خواب میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ قروء کا لفظ بمعنے حیض وطہر کے ہے کوئی عالم اس کو بمعنے طہر کہتے ہیں اور کوئی بمعنے حیض۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کیا مراد رکھی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قرء گذر جائے تو عورت کو غسل کرا دو۔ اور کھاؤ اس سے جو کچھ دیا ہے تم کو خدا تعالیٰ نے۔ پس شیخ کہتے تھے۔ اب حیض ہے۔

پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَاِذَا فَرَغَ قُرْءُهَا فَاَفْرِغُوْا عَلَیْهَا الْمَاءَ کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی جب حیض گذرے تو تم اس کو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا کے دیے سے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے رہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیض ہے۔ حیض ہے۔

ص۱۶ ج ۴ فتوحات مکیہ۔ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دیئے سے ایک طلاق بتاتے ہیں ان کو آگاہ کر دیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔ اور ثلثہ قروء سے طہر مراد لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں۔

(ذکر سماع) بہجت الاسرار ص۱۶۳ حکایت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ و شیخ بقا و شیخ ابو سعد و شیخ علی رضی اللہ عنہ ایک حویلی میں دروازہ ازج کے جمع ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کر سکوں۔ پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو۔ عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کیا بولوں۔ پھر ابو سعد کو فرمایا کہ بولو۔ وہ تھوڑا سا بول کر خاموش ہو گئے اور عرض کیا کہ آپ کا حکم بجا لانے کی خاطر اتنا بولا ہوں۔ پس آپ کے جلال سے خاموش ہو گیا ہوں۔ پس حضرت شیخ قدس سرہ نے حقائق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے بڑا جانا۔ سب نے اجازت طلب کی کہ حکم ہو تو قوال بلایا جائے۔ حضرت نے اجازت فرمائی۔ قوال بولا۔

وَبَدَا لَهُ مِنْ بَعْدِ مَا انْدَمَلَ الْهَوَىٰ بَرْقٌ تَأَلَّقَ مَوْهِنًا لَمَعَانُهُ
يَبْدُو كَحَاشِيَةِ الرِّدَاءِ وَدُونَهُ صَعْبُ الذُّرَىٰ مُتَمَنِّعٌ أَرْكَانُهُ
فَبَدَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ لَاحَ فَلَمْ يُطِقْ نَظَرًا إِلَيْهِ وَرَدَّهُ أَشْجَانُهُ
فَالنَّارُ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ ضُلُوعُهُ وَالْمَاءُ مَا سَمَحَتْ بِهِ أَجْفَانُهُ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہوا میں اڑ گئے اور ہوا میں چکر باندھ دیا حتی کہ اس حویلی کے بام سے بلند چلے گئے جب وہ شیخ مدرسہ میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرسہ میں تھے۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل و قصائد کا از زبان قوال حضرت نے استماع فرمایا ہے مگر مزامیر و ملاہی کے ساتھ کبھی نہیں سنا شریعت میں بڑا اختلاف مزامیر و ملاہی کا ہے۔

ج ۵ ص ۲۲۳ کتاب شامی حاشیہ در مختار سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب نوبت کا بادشاہوں کے دروازوں پر بجانا فقہائے کرام نے اس غرض سے جائز رکھا کہ نفخ صور کو یا وقت موت کو یاد دلاتی ہے یا صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ ملاہی لعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمت ان میں ہے تو غرض فاسد سامع کے سبب سے ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض ان کو ہی معلوم ہیں۔ دوسرا واقف ان کے اسرار لباطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایمانی ہے۔ آدمی بدظنی کر کے ان کے فیض سے محروم نہ رہے۔ واللہ و رسولہ اعلم متعلق بقصاید۔

حضرت شیخ قدوۃ المحققین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ ص ۲ ج فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کا لکھ رہا تھا کہ عالم حقائق مثال و حضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت غیبی کا ہوا۔ اس عالم میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جملہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے صف باندھے ہوئے ہیں اور امت خیر امتہ یعنی صحابہ کرام ان کے ساتھ ملتف ہیں اور ملائکہ تسخیر گرداگرد اس دربار عالی کے محیط ہیں۔ اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں پیش حضور

کے صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور صدیق اکبر بجانب یمین النفس ہیں۔ اور فاروق اعظم بجانب الیسار اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دو زانو بیٹھے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرما رہے ہیں۔ اور ذوالنورین چادر حیاء کی اوڑھی ہوئی نیچے نگاہ کیے ہوئے ہیں۔

پس سید اعلیٰ و مورد جذب اعلیٰ و نور کشف اعلیٰ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فرمایا اور مجھ کو ختم ولایت کے پیچھے دیکھا کیونکہ ختم ولایت کے ساتھ مشترک حکم میں تھا پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن و خلیل ہے اس کے لیے منبر جہاد کا میرے سامنے نصب کرو۔ پھر مجھ کو اشارہ فرمایا کہ یا محمد اس منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تجھ میں میرا ایک بال ہے اس کو میرے بغیر صبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت و طبیت میں سو تو سارا کا سارا میری طرف رجوع کرے گا۔ اور رجوع کو لقاء لازم ہے۔ پس ختم ولایت نے منبر اس مشہد اخضر میں نصب کیا۔ اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ هٰذَا هُوَ الْمَقَامُ الْمُحَمَّدِیُّ الْاَطْهَرُ۔ جو اس پر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہوئے گا۔ اور اس کو حق تعالیٰ عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔ اور جس زینہ پر میں ایستادہ ہوا اس پر ایک سر آستین قمیص سپید کا بچھایا گیا تھا۔ اس لحاظ سے کہ اس مقام خاص سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میری مس نہ ہو۔ یہی فرق ہے درمیان نبی اور وارث کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مقام حضرت رب العزت کا دیکھا بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھتا ہے تو درمیان میں پردہ نور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے۔ مگر اتنا حجاب نہ ہو تو وارث پر وہی کشف ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری ان کی معرفت ہو جائے یہ ناممکن ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدار کرے کہ اس کی خبر سے واقف ہوئے تو اس راستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے پچھلا نہیں دیکھتا۔ پچھلا اول کے اوصاف مسلوبہ سے واقف نہیں جیسا کہ اول روندہ راہ راست پر گیا ہے تو زمین مصفا تھی۔

پچھلے نے اس کے قدم کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اول نے دیکھی تھی آخر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول امام ہے اور دوسرا مقتدی یہی بات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتائید روح القدس ارتجالاً میں نے کہا۔

يَا مُنْزِلَ الْأَيَاتِ وَالْأَنْبَاءِ! أَنْزِلْ عَلَيَّ مَعَالِمَ الْأَسْمَاءِ
حَتَّى أَكُوْنَ بِحَمْدِ ذَاتِكَ جَامِعًا لِمَحَامِدِ السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ منزل قرآن مطہر کی طرف سے حمد کیے گئے جس نے آپ کی ثنا میں سورہ نون نازل فرمائی۔ جس میں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ آپ کو فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر یدِ قدرت کے ساتھ لوح محفوظ میں جس میں مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ وَمَا سَيَكُوْنُ وَمَا لَا يَكُوْنُ ہے۔

لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کردوں کہ تیرا ملک ہو۔ اور جوہرہ بانی کا پیدا کروں۔

پس جوہرہ ماء کا حجاب عزت سے باہر پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پیچھے تھا ولیا جیسا پہلے تھا فرمایا۔ وَاَنَا عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ وَلَا شَيْءَ مَعِيْ عَمَاءٍ یعنی میں اسی طور پر ہوں جو تھا اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی عماء میں۔ عماء تو وہ اسماء الہیہ کو کہتے ہیں۔ اور بانی موتی سپید کی طرح جاہوا تھا۔ اس میں استعداد اجسام و اعراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمان کا اس پر مستوی ہوا پھر کرسی پیدا کی اور اس پر دو قدم (یعنی امر و نہی کے احکام) لٹکائے یعنی لوح محفوظ میں لکھے اور بنظر جلال اس موتی کی طرف نگاہ فرمائی تو وہ حیا سے پگل گیا تا آخر مقال۔

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے سید نے منبر تخصیص پر بٹھایا تھا۔ وہ منبر وارثوں کی خاطر منصوب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو آپ نے اپنے منصب کے مطابق علم و کمال عطا ہوتا ہے اور منبر پہ اپنا امام و مرشد

بٹھاتا ہے۔ اور حضرت غوث پاک کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بٹھایا اس سے صاف واضح ہو گیا کہ فیض ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ ہے۔

ص۱۔ بہجت: شیخ ابوالحسن قرشی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی مد بصر تک ہے۔ اس میں میرے اصحاب و مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ لوگ آپ کو دے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن دوزخ سے پوچھا۔ کیا تیرے پاس کوئی میرا یار ہے۔ بولا قسم ہے رب العزت کی میرے پاس کوئی نہیں۔ اور فرمایا کہ ہاتھ میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا مرید جیّد نہ ہو گا تو میں جیّد ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال رب کی۔ خدا تعالےٰ کے سامنے رہوں گا۔ اور وہاں سے قدم نہ اٹھاوں گا حتیٰ کہ مجھ کو ساتھ تمہارے (اے مریدو) بہشت کی طرف نہ لے چلے۔

اور نیز عمران ورزانہ نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف منسوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو تو اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرمائے گا وہ اس پر رحم کرے گا۔ اور میرے رب عز و جل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب و میرے طریق والے اور میرے محب کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور نیز فرمایا کہ قیمت ہمارے جیفہ کی ہزار ہے۔ اور چوزہ کی قیمت کوئی نہیں کر سکتا۔ یعنی بے بہا ہے۔

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبد الحق

غوث اعظم دلیل راه یقین
زبدهٔ آل سید الکونین
اوست در جمله اولیا مختار
قدم او بگردن ایشان
من گرچه در ره دوتوال دیم
اے فدائے درش دل و جانم

بہ یقین رہبر اکابر دین
بادشاه ممالک قربت
چوں پیغمبر در انبیاء مختار
وصف تعریف او ز من نکواست
عاجزانه از مدحت کمال دیم
در دو عالم بدوست امیدم

شیخ دارین هادی الثقلین
راه نوردی مسالک غربت
اولیا بندهاش از دل و جان
خود کرامات او معروف است
همه در بحر غرق احسانم
هست باد امید جاویدم

ایضاً منه

عشق جیلانی نشانی دیگر است
ایں ہمارا آشیانے دیگر است
عاشقانش را مکانی دیگر است
غوث اعظم آنکه از تمکین او
هر دمے بخود سزائے عشق او
هر نفس را تازه جانے دیگر است

ایضاً

چه یارا عقل را تا مدح شاه اولیا گوید — چنین پایان پائے دہم از اوج سما گوید
مربی حقیقت غوث اعظم شاه محی الدین — که در جمع ملک روح الامین او ثنا گوید
خرد خواهد که بسنجد کمال او تعالے الله — اگر بسنجد غلط سنجد اگر گوید خطا گوید
اگر از بحر فضل او سخن راند بدان ماند — که موری لنگ بر ساحل رسد حرف فنا گوید
وے خواهم که بر حال خراب ما بدر آید — بآن سلطان دین بے در حدیث ایں گدا گوید
سحر شد چشم دارم کار دش خاک درت بادے — به چشم تیره ناک من پیام توتیا گوید
اگر قلبم سر خود بر درے دارم که بر خاکش — بهر صبح آفتاب آید سلام کیمیا گوید

بہ محشر مشرقی اگر بارگاں کوے اور نعتم
باین آلودہ داماں تے بہشتم مرحبا گوید

تقریر یازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات بباعث اختتام چلہ ہائے مشائخ کرام کی ہے کہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور اکتالیس روز پورے کیے جائیں تو یوم یازدہم ہوتا ہے۔

اول تقریر شب یازدہم کا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ جب توبہ ان کی دسویں محرم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ ان انوار کا طالب اسی وقت کا اور یوم و شب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوح کی کشتی بھی اسی روز کوہ جودی پر جالگی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف غلہ کے کچھ اذوقہ باقی نہ رہا تھا سارے فرزندوں سے سب طرح کا غلہ لے کر کھچڑا پکایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بیوم عشرہ محرم دریا سے پار اتارا اور دشمن کو غرق کیا۔ ان کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدائے بہشتی دنبہ آیا اور انوار الٰہی نازل ہوئے۔ عید الضحٰے مقرر ہوئی۔ ایسا ہی قبولیت کا وقت جب ہر سال و ماہ میں آتا ہے تو وہی انوار و برکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھلانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے سالہا سال اربعین یعنی چلے فرمائے۔ تو کل سال کے مشہور کی یازدہم کو حادی ہو گئے۔ اب جس مسلم کو وہ انوار الٰہی حاصل کرنے ہوں اور تبرک لینا چاہیے تو وہ اس یوم یا شب میں بعدانہ اطعام طعام جو فرمودہ

جناب غوثیہ کا ہے بطریق قرأت وسلام وقرآن شریف وایصال ثواب بجناب حضرت سرور کائنات وصحابہ اخیار وآل اطہار واولیائے کبار بہرہ یاب ہوئے یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔ تقریبی عیدین وعشرہ ذی الحجہ وعشرہ محرم وربیع الاول وربیع الثانی وعشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدول ہیں۔ اور جس کی اصل مباح ہو اس کا ایفاء واجب ہے۔

پس اگر کوئی مقرر کرے کہ یا زدہم اس قدر دیا کروں گا۔ ایفاء وعدہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَقْدِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ندائے یَاشَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ حسب فرمودہ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات وقضاء حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخین سے دریافت کیا جائے۔ اور جن علماء نے شیئاً للہ کے لفظ میں بحث کی ہے۔ وہ یا شیخ کے لفظ بذا میں خاموش ہیں۔ ان کو دھوکہ یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔ خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں خدا واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال ان معترضین کے اعتقاد کیا جائے تو کوئی عامی وخاصی یہ زبان پہ نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔ مانعین خود ہر موقعہ ومحل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

علامہ شامی نے اس کی تردید کما حقہ کردی ہے کہ یہ غلطی ہے نافہموں کی۔ کیونکہ معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز برائے اکرام اللہ دو۔ اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جائے نہ ایسا کہ جس سے معنے کفر کے پیدا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ ومریدوں کو برائے کشف کرامات بطریق معہود فرماتے ہیں۔

اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہٗ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل وقال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ ان سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرہٗ کا معاند ومخالف ہے۔ اس کا کلام واہی تصور کیا جائے۔

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نفرمائے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ کی ہوئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ یہ نیاز مند کل اولیاء اللہ کا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جو کچھ بہجت الاسرار یا فتح المبین سید ظہیر الدین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کردوں۔ اور حسب تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ بندہ سب کا حلقہ بگوش ہے۔

مدح حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ از انفاس مولوی غلام قادر عفی عنہ

کہوں کیا میں تعریف اس شہ زماں کی ولایت ہے انکی زمین اور زماں کی
قدم بر قدم ہیں ولایت نبی کے ولایت ملی انکو اس جاہ و شاں کی
جو غوث الوریٰ ہو گئے وہ ازل کے پناہ ہیں وہ سب کی وحامی اس جہاں کی
خدا کے ہیں وہ محبوب ایسے پیارے رسائی نہیں فہم و وہم و گماں کی،
وہ شہباز ہیں گے شہ لامکاں کے نہ حاجت ہے شمشیر و تیر کماں کی،
مطیع ان کے اقطاب اغواث کل ہیں سیادت ہے کل مکیں اور مکاں کی
امام حسن رض نے خلافت کو چھوڑا عوض میں عطا ہے ولایت جہاں کی
وہ ہیں واسطہ اور حسن فاتحہ ہیں ہوئی خاتمہ مہدی آخر زماں کی
کرامات ان کی تواتر سے ثابت نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیاں کی
جہاں میں ابھی تک تصرف ہے انکا شہادت ہے حب کی نہ سیف و سناں کی
وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم قیامت میں ہوگی امارت وہاں کی
وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلبند بجھائیں گے آتش ہمہ تشنگاں کی
تفاخر ہے ازبس غلاموں کو ان کے نظر رکھتے ہیں جن پہ سر نہاں کی
سگ شاہ جیلاں ہے زور روں میں ایسا کر دیتی ہے دم جس سے شیر ژیاں کی
ابوبکر صدیق و فاروق اعظم حیادار عثماں سے نسبت ہے جا کی
نسب میں حسب میں ہیں سب کے جگر بند نہیں راہ اس میں چنیں اور چناں کی
خصائل میں سب کے ہیں مجموعہ ایسا ہدایت ہوئی جس میں پیر و جواں کی
روافض خوارج یہود و نصاریٰ ہوئی سب پہ تاثیر ان کی زباں کی
مریدوں کا طومار حق نے دیا ہے قیامت تلک شرح سب کی عیاں کی
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے پختہ کہ ماوائے وملجاء انھوں کی جناں کی
یہ سب کچھ ہے بہجت میں جا کر کے دیکھو نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیاں کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت جناب رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ ۔ الٰہی بحرمت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۔ الٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز ۔ الٰہی بحرمت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر عبد اللہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالعباس احمد قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علی القرشی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الاسلام ابوسعید مبارک مخزومی قدس اللہ سرہٗ تعالیٰ سرہٗ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الثقلین میر سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الرزاق قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز ۔

تمت